REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۳۰

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب ایڈیٹرز:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۹ صفر ۱۴۱۴ ہجری — ۲۹ وفاء ۱۳۷۲ ہش — ۲۹ جولائی ۱۹۹۳ء

حدِ ضرورت تک رعایتِ اسباب کرنا انسانی قوتوں کی بے حرمتی ہے

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"شرک کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ موٹا اور صریح شرک ہے جس میں ہندو عیسائی یہود اور دوسرے بُت پرست لوگ گرفتار ہیں جس میں کسی انسان یا پتھر یا اور بیجان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنالیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ شرک ابھی تک دنیا میں موجود ہے لیکن یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا کچھ ایسا زمانہ ہے کہ عقلیں اس قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی ہیں۔ یہ جدا امر ہے کہ وہ قومی مذہب کی حیثیت سے بظاہر ان بیہودگیوں کا اقرار کریں لیکن دراصل بالطبع لوگ ان سے متنفر ہوتے جاتے ہیں مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانہ میں بہت بڑھتا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا۔

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے رعایت اسباب کی ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہاں تک یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جاوے تو انسانی قوتوں کی بے حرمتی کرنا اور خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین کرنا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں جبکہ بالکل رعایت اسباب نہ کی جاوے ضروری ہوگا کہ تمام قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں بالکل بے کار چھوڑ دیا جاوے اور ان سے کام نہ لیا جاوے اور ان سے کام نہ لینا ... اور ان کو بے کار چھوڑ دینا خدا تعالیٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دینا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ پس ہمارا یہ منشاء اور مذہب ہرگز نہیں کہ اسباب کی رعایت بالکل ہی نہ کی جاوے بلکہ رعایتِ اسباب اپنی حد تک ضروری ہے۔ آخرت کے لئے بھی اسباب ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور بدیوں سے بچنا اور دوسری نیکیوں کو اختیار کرنا اس لئے ہے کہ اس عالم اور دوسرے عالم میں سکھ ملے تو گویا یہ نیکیاں اسباب کے قائمقام ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۸۰)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳ جولائی ۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے انداز سیکھیں

ایک بھی واقعہ ایسا نہیں گزرا کہ آنحضرتؐ نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہو اور تیز زبان سے نصیحت کی ہو

جلسہ سالانہ برطانیہ کے منتظمین، مہمانوں اور میزبانوں کو ایمان افروز نصائح

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے سلسلہ میں جو ۳۰، ۳۱ جولائی و یکم اگست کو منعقد ہو رہا ہے، جلسہ کے منتظمین، مہمانوں و میزبانوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ جلسہ سالانہ یو۔کے کی انتظامیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے کاموں میں اور اس کے مزاج میں نہایت پختہ ہو چکی ہے اور انتظامیہ کو اس موقع پر سمجھانے کی ضرورت تو نہیں لیکن

چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کے اکثر ممالک میں اب جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہو رہے ہیں اس لئے اس خطبہ کے ذریعہ چونکہ ایسے تمام ممالک کے منتظمین کو بھی فائدہ ہوگا اس لئے میں منتظمین جلسہ سالانہ کو بھی اس موقع پر نصیحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا انتظامیہ کی جان یکجہتی میں ہے اور انتظامیہ کا سربراہ ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔ دنیا کی انتظامیہ میں یہ مرکزی نقطہ دماغ ہے مگر جماعت کی ہر انتظامیہ میں جیسا کہ جماعت کا اپنا حال ہے مرکزی نقطہ دماغ بھی ہوتا ہے اور دل بھی ہوتا ہے۔ انتظامیہ کا اگر اعصابی نقطہ دماغ سے ہو تو ایسی انتظامیہ بسا اوقات کئی قسم کی چپقلشوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ کئی قسم کی دل آزاریوں اور ٹھوکروں کے نتیجے میں اس میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور محض دماغی اعصابی رشتے کسی انتظامیہ کو ایک صالح نظام میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ قلبی رشتوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ خلافت کا مضمون آپ خوب سمجھتے ہیں ساری جماعت کا خلیفۂ وقت سے صرف ذہنی رشتہ نہیں بلکہ قلبی رشتہ بھی ہے۔ اور دونوں رشتے ہر وقت مضبوط اور متوازی ہیں اور ہم آہنگ ہو کر ایک رشتے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بعینہٖ یہی نقشہ جماعت احمدیہ کی ہر انتظامیہ میں جاری ہونا ضروری ہے۔ امیر سے روزمرہ کے کاموں میں یہ تعلق ہونا چاہیئے اور جلسے کی انتظامیہ میں تمام منتظمین کا خواہ وہ بڑے عہدے پر ہوں یا چھوٹے عہدے پر ہوں اپنے مرکزی افسر سے ویسا ہی رابطہ ہونا چاہیئے۔ بعض دفعہ مرکزی افسر کو مجبوراً ڈانٹنا بھی پڑتا ہے۔ معمولی تعزیری کارروائیاں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ مگر قلبی رشتہ اپنے تعلقات کو سنبھالے رکھتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک زندہ خاندانی رشتوں میں باندھ رکھا ہے۔ جو ذہن سے بھی تعلق رکھتے ہیں قلب سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ پس اپنے افسروں سے محض اطاعت کا سلوک نہ کریں بلکہ محبت کا سلوک کریں۔ ادب کا سلوک کریں۔ حضور نے فرمایا، انسان کی فطرت ہے کہ بسا اوقات اپنی غلطی کا احساس نہیں کرتا۔ اور اپنی دفاع کا انسان میں ایسا مادہ پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی اس کی غلطی کی نشاندہی کرے تو اس کے خلاف دل میں غصہ پاتا ہے۔ اب غلطی ہو یا نہ ہو اگر رشتہ قلبی ہو تو بغیر غلطی کے بھی یا بغیر قصور کے بھی انسان افسر کی سختی کو پیار اور ادب کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور ایسی صورت میں اس کو غلطی دکھائی بھی دینے لگتی ہے۔ پھر انسان یہ کہنے لگتا ہے کہ آپ نے ٹھیک توجہ دلائی۔ تو منتظمین جو اس جلسے کے کاموں کو سنبھالیں گے یا دنیا بھر کے آئندہ جلسوں کے انتظام کو سنبھالیں گے ان کو میری نصیحت ہے کہ یہ مرکزی نکتہ ہے اچھے انتظام کا اس کو سمجھیں اور اسی پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ جو منتظم ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے ماتحتوں سے اسی طرح محبت کا سلوک کرے جس طرح ماں باپ کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان
منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے

لا اِلٰہ اِلّا اللہ مُحمّد رّسُول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ وفا ۱۳۷۲ ہش

یہ قدرتی آفات و حوادث کیوں؟

ایک ابتدائی اندازے کے مطابق جو حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے وزیر اعظم کی خدمت میں اُن کے دورۂ پنجاب کے موقع پر پیش کیا گیا ہے، پنجاب میں اب تک ۲۵۰۰ دیہات اور ۴۰ شہر سیلاب اور بارش سے متاثر ہوئے ہیں۔ ۲۵ لاکھ شہری کلی یا جزوی طور پر نقصانات کا شکار ہوئے ہیں اور ۲۰۰ سے زائد موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ ایک ابتدائی اندازے کے مطابق صرف پنجاب میں ۵۰۰ کروڑ کی فصلوں کے نقصان کے علاوہ بہت کا سڑکیں پُل اور قومی عمارتیں تباہ و برباد ہو گئیں۔ نقصان کا یہ اندازہ تو صرف صُوبہ پنجاب کا ہے۔ جہاں تک صُوبہ ہریانہ۔ راجستھان۔ ہماچل پردیش اور ملک کے دیگر متاثرہ صوبوں کے نقصان کا تخمینہ ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ اور پھر ابھی اندیشہ ہے کہ یہ بَلائے ناگہانی بعض مقامات پر ایک سے زیادہ مرتبہ نہ عَود کر آئے۔

مون سون تو قریبًا ہر سال ہی ملک کے تمام حصّوں میں کہیں کم کہیں زیادہ اپنا اثر دکھاتی ہے لیکن اِس سال مون سون ہندوستان کے اکثر حصّے میں ایک قدرتی آفت کی شکل میں نازل ہوئی۔ علاوہ اس کے اِس دَور میں پُوری دُنیا میں قدرتی اور غیر قدرتی آفات اِس کثرت سے نازل ہونی شروع ہوگئی ہیں کہ گزشتہ صدی میں اس کا تصوّر بھی نہیں تھا۔ ہماری اِس بات سے اگر کسی کو اختلاف ہو تو بے شک ان آفات کے اعداد و شمار جو زلزلوں، سیلابوں، طغیانیوں، آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے اور مُہلک بیماریوں کے پھیلنے، اِسی طرح غیر قدرتی آفات کو جو انسانوں کے ہاتھوں سے انسانوں کو برداشت کرنی پڑ رہی ہیں ملاحظہ کر کے دیکھے تو اس کو صاف نظر آئے گا کہ ان زمینی و آسمانی آفات کا دائرہ دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

کیا خدا نے انسان کو اپنی اِس زمین پر دن بدن بڑھتی ہوئی اِن آفات کا شکار ہو جانے کے لئے پیدا کیا تھا؟ کیا ہم اِن آفات سے بچ نہیں سکتے؟؟ اور اگر بچ سکتے ہیں تو کس طرح۔ یہ ایک سوال ہے جو آج دُنیا کے تمام پریشان ذہن انسانوں کے چہروں پر ایک تکلیف دہ سوالیہ نشان کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ انسان اپنے طور پر اس کا علاج ڈھونڈنے میں مصروف بھی ہے۔ بعض آنے والے سیلابوں کے متعلق فورًا کہتے ہیں کہ چونکہ گورنمنٹ نے دریاؤں اور نہروں کے کناروں پر اُبھرنے والے شگافوں کو بروقت پُر نہ کیا اور برسات سے قبل اِس امر کی نگرانی نہیں کی گئی کہ شہروں میں پانی کے نکاس کے صحیح طور و طریق کو اپنایا جائے اس لئے یہ سیلاب آتے۔ زلزلوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ہونی چاہئیں جن سے کسی مقام پر زلزلے کی آمد اور اس کی شدّت کا پیشگی علم ہو سکے۔ ارضی انسان اِس قسم کے ارضی سامانوں کا خواہشمند ہے۔ اور اِس بات سے کلیۃً انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ بعض حصّوں میں سیلاب خود انسان کے اپنے ہاتھوں سے پیدا کردہ ہوتے ہیں جبکہ وہ قانونِ قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک تو بہتے ہوئے پانی کو نہ روک کر اپنے گھروں میں آنے کا موقع دیتا ہے۔ اور دوسرے اپنے شہر سے پانی کی نکاسی کے راستوں کو مسدود کر دیتا ہے تو پھر یقینی بات ہے کہ ایسے گھروں اور شہروں میں سیلاب نے آنا ہی آنا ہے!

لیکن سوال یہ ہے کہ دن بدن انسانوں کی بڑھتی ہوئی یہ کمزوری، قوانینِ قدرت سے لاپرواہی اور بارش کا توقع سے زیادہ ہو کر دریاؤں اور نہروں کے پانی کو اس قدر اُوپر اُٹھا دینا کہ انسان اُسے کنٹرول کرنے کے لئے اپنے آپ کو اِس قدر بے بس پاتے کہ پھر وہ پانی کو روکنے کی تدابیر میں ناکام ہو کر مرتے ہوئے مظلوم انسانوں کو اور ان کی اَملاک کو بچانے کی کوششوں میں مصروف ہو جائے۔ اور یہ قدرتی آفات ایک دم میں آ کر تمام ترقی یافتہ انسانوں کا مُنہ چڑانے لگیں تو بھلا بتائیے! خدائے ذوالجلال کو ماننے والے اس کے پیچھے اِن عظیم ہستی کی قدرت کا ہاتھ پاتیں سمجھ پاتے نہیں۔ وہ عظیم ہستی جو کبھی تو بارانِ رحمت کو انسانوں پر اِس طرح روک لیتی ہے کہ خشک سالی اور قحط کا دَور شروع ہو جاتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ پانی زمین سے ختم ہو گیا ہے۔ اور آسمان بھی خشک ہو چکا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

منقولات بلا تبصرہ

(۱)

نظامِ خلافتِ راشدہ کے نفاذ کیلئے "پاک اتحاد" کا قیام

لاہور: تحریک نظامِ خلافتِ راشدہ نے ملک میں نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کے منصوبہ کو حتمی شکل دے دی ہے جس کو "پاک اتحاد" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس اتحاد میں شمولیت کی خواہاں جماعتوں سے رابطے قائم کئے جا رہے ہیں۔ اور توقع ہے اس منصوبے کے آئندہ لائحہ عمل کا جلد اعلان کیا جائے گا۔ صدر تحریک ڈاکٹر میر معظم علی کے مطابق اِس اتحاد میں شمولیت کی خواہاں دینی جماعتوں سے رابطے قائم کئے گئے ہیں جن سے مشاورت کے بعد دیگر سیاسی جماعتوں کو مذکورہ پاک اتحاد میں شمولیت دی جائے گی۔

ایک ملاقات میں صدر تحریک نے بتایا کہ تحریک کے چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں ہیڈ کوارٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کی وطنِ عزیز کے تمام بڑے بڑے شہروں میں شاخیں قائم کی جائیں گی۔ لاہور میں سمن آباد میں ہیڈ کوارٹر قائم کر دیا گیا ہے جس کا عنقریب افتتاح ہوگا۔

(روزنامہ مشرق کلکتہ ۱۵ مئی ۱۹۹۳ء)

(۲)

ہندو دھرم کے

کالے صفحوں کو جلا دو

تحریر:- دکاشش کمار جھا ("مایا" ۳۱ جنوری ۹۳ء) ترجمہ:- ابن حمید چاپدانوی

ہریجنوں اور آدی باسیوں کو مٹھوں اور مندروں میں مہنت اور پجاری بنائے جانے کے نعرے کے ساتھ ہندو دھرم کی دھارمک گرنتھوں وید پرانوں میں ہریجنوں سے متعلق تذکروں کو لیکر بھی خاصی گرما گرمی رہی۔ ناگ پور (مہاراشٹر) کے "مانو مکتی پرکاشن" سے ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان "ہندو دھرم کے کالے پنّوں کو جلا دو" کی ہزاروں کاپیاں بہار کے ہریجن ممبران اسمبلی نے تقسیم کیں!

اس کتابچہ میں منو سمرتی، گوتم سوتر، اسکند پران، بیاس سمرتی اور بالمیکی کے رامائن وغیرہ سے ماخوذ حوالوں کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کیسے ان دھارمک کتابوں نے ہریجنوں اور دلتوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک اور بھید بھاؤ کے واضح احکام دیئے ہیں۔ مذکورہ کتابچہ میں بالمیکی کی لکھی "رامائن" کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ "کیسے ایک برہمن اپنے مردہ بیٹے کی لاش کو لیکر راجا رام چندر کے دربار میں آیا اور اپنے بیٹے کی موت کے لئے رام کو قصور وار ٹھہرانے لگا۔ تب نارد نے رام سے کہا کہ اس زمین پر ایک شودر دھرم کی خلاف ورزی کر رہا ہے جس کی وجہ سے اس برہمن بالک کی موت واقع ہوئی۔" بس پھر کیا تھا دھرم کی مخالفت میں ملوث اس شودر کی تلاش میں رام نکل پڑے، بالآخر انھیں پتہ چلا کہ شمبوک نامی نیچی ذات کا ایک شخص تپسیا میں بالکل محو ہے۔ پس رام نے ایک شودر کو تپسیا کرنے کے جرم میں اس کا سر تن جدا کر دیا۔ اور اس طرح برہمن کا مرا ہوا بیٹا دوبارہ زندہ ہو گیا۔"

شمبوک کے قتل جیسی متعدد کہانیاں اس کتابچہ میں بیان کی گئی ہیں۔ سابق وزیر جیل اور جنتا دل ایم ایل اے اودے نرائن چودھری "مایا" سے کہتے ہیں۔ "اس کتابچہ کی لاکھوں کاپیاں ہم بہار میں تقسیم کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہریجنوں اور دلتوں کے ساتھ کیسی کیسی ناانصافی اور ظلم ہوئے۔ نیز ان دھرم گرنتھوں کے ان اوراق کو راجدھانی سے لیکر بہار کے تمام اضلاع اور علاقوں میں جلایا جائے گا جن صفحوں میں اس قسم کے اشلوک اور کہانیاں ہیں۔"

"مانو مکتی پرکاشن" کی جانب سے جہاں لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرانے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے زور دار مہم چلائی جا رہی ہے وہیں پٹنہ ہنومان مندر ٹرسٹ کے سیکریٹری اور اعلیٰ پولس آفیسر مسٹر کشور کنال اس کا جواب دینے کے لئے میدان میں کُود پڑے ہیں۔ پٹنہ ہنومان مندر سے شائع ہونے والا ماہوار میگزین "دھرمائن" میں شائع شدہ اپنے کئی مضامین کا اس سلسلے میں ذکر کرتے ہوئے مسٹر کنال کہتے ہیں کہ شمبوک کے قتل والی کہانی کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ شری رام نے تو شمبوک کو شرِبھنگ رشی کی طرح "برہما لوک" وردان کیا تھا اور شمبوک نے شری رام کی جے جے کار کی تھی۔ کنال کے مطابق اگر شری رام کے من میں دلتوں کیلئے بھید بھاؤ تھا تو انھوں نے شابری کے جوٹھے بیر کیسے کھائے تھے اور تپسیا کیلئے اُسے کیوں وردان کیا تھا؟؟

ہندی ماہنامہ "کادمبنی" (جون ۹۲ء) میں شابری سے متعلق ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا تھا جس میں مضمون نگار جناب شیو پوجن نے (باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

اگر آخرت میں اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر پردہ پوشی کی تمنا رکھتے ہو تو دنیا میں اپنے بھائیوں اور عزیزوں کی کمزوریوں پر پردہ پوشی کرو

وقت پر اپنے ایسے بھائی سے اس کی ناگفتہ بہ بعض کی آزادی ہو ایک ایسا شخص ہے جس پر اللہ کی بخشش کی زیادہ توقع کی جا سکتی ہے

ہماری جماعت میں اگر یہ دو باتیں قائم ہو جائیں تو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کا مضمون صادق آجائے گا

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴/ احسان و جون ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ و سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا
مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝
وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ
الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(سورۃ الزمر: آیت ۵۴-۵۵)

بعدہٗ حضور انور نے ارشاد فرمایا:۔

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مخاطب یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم! تو کہہ دے اے وہ

میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کئے ہیں

اور زیادتیاں کی ہیں۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا: اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ: یقیناً وہ بہت ہی مغفرت فرمانے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ "تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے" سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہر گناہ کو لازماً بخشتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب وہ چاہے تمام گناہ بخش سکتا ہے اور جس کے حق میں چاہے یہ فیصلہ فرمائے۔ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ: اور اپنے رب کی طرف جھکو اور اپنے رب کی طرف لوٹو۔ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ: اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو۔ اپنے آپ کو کلیۃً اللہ کے سپرد کر دو۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ: اس سے پہلے کہ وہ عذاب تمہارے پاس آجائے جو گناہوں کی شامتِ اعمال کے طور پر آیا کرتا ہے۔ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ: پھر تمہیں کسی قسم کی کوئی مدد نہ دی جائے۔ یا پھر تمہیں کسی قسم کی کوئی مدد نہ دی جائے گی۔

کل ہی میں ہالینڈ اور جرمنی کے دورہ سے واپس آیا ہوں۔ اس سفر کی غرض خصوصیت کے ساتھ جرمنی کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت تھی اور اس کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ نے اور بھی بہت سے دلچسپ پروگرام بنا رکھے تھے جن میں سے خصوصیت سے بوسینیز (BOSNIANS) کو اکٹھا کر کے ان کے ساتھ جماعت کا تعارف اور ان کے مسائل کے حل سے متعلق ان کی مدد کرنا شامل تھا۔ اس پروگرام پر خدام نے اتنی محنت کی کہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جو توقع تھی اس سے تقریباً دگنی تعداد میں بوسینین وہاں اکٹھے ہوئے یعنی دو ہزار کا اندازہ مجھے بتایا گیا تھا لیکن وہ تقریباً ۴ ہزار بوسینین کو فرینکفرٹ کے اردگرد کے ڈیڑھ ڈیڑھ سو کلومیٹر دور کے علاقے سے لیکر آئے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ انفرادی طور پر بھی ملنے کا موقعہ ملا۔ اجتماعی طور پر بھی اُن کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ ان کے مسائل کو زیادہ بہتر سمجھنے کی توفیق ملی اور ان کو مطلع کیا کہ ہم تمام دنیا میں آپ کے لئے کیا کر رہے ہیں تو یہ ایک بہت ہی دلچسپ پروگرام تھا۔ اس کے علاوہ دو بلکہ تین مجالس سوال و جواب تھیں۔ دو تو اردو میں تھیں اور وہ زیادہ تر خدام سے تعلق رکھتی تھیں۔ یعنی خدام یا اُن کے دوستوں کو موقعہ تھا کہ وہ جو چاہیں سوال کریں اور ایک بڑی وسیع مجلس تھی جس میں غیر مسلم اور غیر احمدی مسلمان بلائے گئے تھے۔ یہ مجلس اپنی نوعیت کی مجلس تھی اور جرمنی میں ہونے والی مجالس میں سب سے بڑی تھی اور پہلے تین سو، چار سو تک مہمان آیا کرتے تھے لیکن اس میں خدا کے فضل سے ہزار سے زیادہ مہمان شامل ہوئے اور اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳۷ مرعودین کو بیعت کی توفیق ملی اور اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ دوسرے دن پھر عربوں کے ساتھ ایک مختصر مجلس منعقد کی گئی۔ اس میں جرمن اور دوسرے ترکی دوست بھی تھے لیکن زیادہ تر عرب مخاطب رہے کیونکہ وہی سوال کرتے رہے اور اس کے نتیجہ میں پھر ۷ عربوں نے اور غالباً ایک دو بیچ میں ترک بھی شامل تھے جنہوں نے اسی رات بیعت کی اور پھر بعد میں اور بیعتیں وصول ہونی شروع ہوئیں یہاں تک کہ اس اجتماع کے آخری دن جو اطلاع مجھے ملی وہ یہ تھی کہ بیعتیں خدا کے فضل سے ۹۹ تک پہنچ چکی ہیں اور بعد میں پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ اس سے بھی بڑھ گئی ہیں تو اللہ کا بہت فضل رہا۔ اس پہلو سے یہ اجتماع بہت ہی کامیاب تھا۔ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور ان کے ساتھیوں نے بے حد محنت کی ہے اور لمبے عرصہ تک مسلسل انتھک محنت کے بعد خدا تعالیٰ نے اس اجتماع کو وہ رنگ لگائے (کیونکہ محنت انسان کرتا ہے لیکن رنگ خدا ہی لگاتا ہے) کہ ایک بہار کا سا منظر تھا۔ بہت ہی کامیاب اجتماع ہوا ہے۔ اس کے ساتھ کبڈی کا ایک میچ بھی رکھا گیا تھا۔ ایک نہیں کئی میچ تھے لیکن ایک میچ کو سیٹلائیٹ کے ذریعہ عالمی طور پر دکھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں بھی ایک دو باتیں ہیں بعد میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

ہر اجتماع کے وقت یا ہر جلسے کے وقت ایک مستقل ذمہ داری یہ ہے کہ

احباب جماعت سے ملاقاتیں

کی جائیں۔ خاندانوں سے بھی ملاقاتیں ہوں اور بعض انفرادی ملاقاتیں بھی ہوں۔

جہاں تک میرا تجربہ ہے یہ کام سب کاموں میں سے سب سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ جن لوگوں کی ملاقاتوں کی خواہش ہے اور ان کو مجبوراً وقت نہیں دیا جا سکتا۔ (یہ ایک بہت ہی تکلیف دہ فیصلہ ہوتا ہے) تو پھر بسا اوقات ان کی طرف سے شکووں کے خطوط بھی ملتے ہیں جو بجا ہوتے ہیں کہ اتنی دیر سے ہم ملاقات نہیں کر سکے تھے اور اب یہ تمنا لیکر آئے تھے۔ بعد میں پھر وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے چھوٹے بچے یہ باتیں کرتے تھے، اسی طرح خوش تھے اور آپ نے تو ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا پس ملاقات کی ایک مشکل تو یہ ہے کہ نا ممکن ہے کہ سب کی خواہش کو پورا کیا جا سکے۔ خصوصاً جہاں جرمنی جیسی جماعت ہو کر خدا کے فضل سے یوں لگتا تھا جیسے ربوہ کا چھوٹا اجتماع ہو رہا ہو اور پھر سب میں غیر معمولی جوش، سب میں بہت تمنا کہ ذاتی ملاقات ہو سکے، ساتھ تصویریں کھچوائی جائیں۔ ایسے مواقع پر بہت کم لوگوں کی خواہش پوری کی جاتی ہے اور بہت زیادہ تعداد میں امیدوں پر پانی پھیرنا پڑتا ہے لیکن بے اختیاری ہے مگر اس بے اختیاری کے باوجود تکلیف رہتی ہے کیونکہ ایک انسان جس کی خواہش پوری نہ ہو سکے وہ اس وجہ سے تو خوش نہیں ہو جاتا کہ بے اختیاری تھی۔ بے اختیاری اپنی جگہ اور تکلیف اپنی جگہ، یہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس میں مشکل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اکثر ملاقاتوں کے دوران بعض لوگوں کے تکلیف دہ حالات کا علم ہوتا ہے۔ بعض صدمات کا علم ہوتا ہے۔ بعض خاندانوں میں چپقلشیں ہیں۔ بعض بچیاں اپنے سسرال کے ظلم وستم کا ذکر کرتی ہیں۔ بعض بڑے اپنے دامادوں یا بہوؤں کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہیں اور اگرچہ یہ ممکن ہی نہیں کہ یکطرفہ باتوں کو قبول کر کے دوسرے فریق سے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کی جائے لیکن یہ بھی ناممکن ہے کہ طبیعت کو ملال نہ پہنچے۔ یہ ایک طبعی بات ہے اور بہت گہرا طبیعت پر اثر پڑتا ہے۔ پھر بعض لوگ جذباتی ہو جاتے ہیں اور ان کے جذبات کے مقابل پر انسان کی ایک قسم کی بے بسی ہوتی ہے۔ پھر بعض بچے اپنے پیار اور محبت کا خاص طریق پر اظہار کرتے ہیں۔ غرضیکہ جتنے بھی جماعتی پروگرام ہیں ان میں لمبی سے لمبی تقریر کے مقابل پر تھوڑی ملاقاتوں کا بھی زیادہ نفسیاتی دباؤ ہوتا ہے لیکن یہ نظام جماعت کا ایک ایسا حصہ بن گیا ہے جس کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے جذباتی دباؤ یا نفسیاتی تکلیف ایک طرف لیکن فوائد بہت زیادہ ہیں اور ایسی ملاقاتوں کے درمیان بہت سی دلچسپ باتیں بھی پتہ چلتی ہیں۔ بعض لطائف بھی علم میں آتے ہیں۔ بچوں کی معصوم بھولی بھالی باتیں بتائی جاتی ہیں اور بعض لوگ ایک ایسی خاص خواہش کے پیش نظر ملاقات کرتے ہیں جس کی طرف خواب و خیال میں بھی ذہن نہیں جا سکتا اور جب بتاتے ہیں تو ہنسی بھی آتی ہے اور حیرت بھی اور پھر بعض دفعہ اسی میں سے عرفان کا ایک نکتہ بھی ہاتھ آ جاتا ہے۔ مثلاً اسی دفعہ جرمنی کی ملاقات میں ایک صاحب نے جو بہت دیر سے ملاقات نہیں کر سکے تھے۔ غالباً ربوہ سے آنے کے بعد اُن سے ملاقات نہیں ہوئی، مجھے کہا کہ ایک بات کرنے کی خواہش تھی لیکن دس بارہ سال ہو گئے ہیں وہ خواہش دل میں لیکر بیٹھا ہوا ہوں اور ملاقات ہی نہیں ہو رہی تھی۔ اب خدا نے موقعہ دیا ہے تو میں آپ اپنے دل کا بوجھ اتارتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ کیا بات ہے۔ کوئی بہت ہی بڑی اہم بات ہوگی تو انہوں نے کہا آپ کو یاد ہے جب آپ شام کے وقت سائیکل پر آیا کرتے تھے اور اپنے باغ میں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ آئے تو میں آپ کے باغ میں سے گنڈوے نکال رہا تھا تو آپ نے کہا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں تو گنڈوے نکالنے آیا ہوں لیکن جب آپ چلے گئے تو میں نے کہا جب گنڈوے نکالنے ہیں تو ساتھ ہی آپ کے تالاب کی مچھلیاں بھی نکال لوں اور پھر دو مچھلیاں بھی نکال کر لے گیا۔ اس کے بعد پھر آپ خلیفہ بن گئے تو پھر میں اتنا شرمندہ ہوا۔ گویا کہ خلیفہ نہ ہوتا تو چوری جائز تھی۔ اس وقت تک تکلیف نہیں ہوئی لیکن جب بن گئے تو پھر میں بہت بے چین ہوا۔ میں نے کہا یہ میں کیا حرکت کر بیٹھا؟ اب ملاقات ہوگی تو معافی مانگوں گا۔ میں نے اُن سے کہا کہ یہ تو کوئی ایسی بات ہی نہیں۔ ہماری مچھلیاں تو اکثر لوگ ہی کھاتے تھے۔ مجھے تو کبھی کبھی ملتی تھی تو کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن آپ کی بات مجھے بڑی اچھی لگی ہے کہ آپ نے یہ بوجھ دل میں رکھا اور جب تک معافی نہ مانگی آپ کو سکون نہیں ملا۔

ضمناً میں یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت ربوہ اور احمد نگر کے لوگ بھی غالباً خطبہ سن رہے ہوں گے کہیں وہ باغ میں گنڈوے نکالنے نہ چلے جائیں کیونکہ میاں مسرور نے بڑی محنت سے دوبارہ مچھلیاں ٹھیک کی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ لوگ ان کو بڑا ہونے دیں گے۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات ہے لیکن اس دوران مجھے خیال آیا کہ ایک انسان بعض دفعہ ایک انسان کا بالکل چھوٹا سا معمولی سا گناہ کرتا ہے اور جہاں تعلق بڑھ جاتا ہے وہاں گناہ کا وہ بوجھ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اب یہی وہ نوجوان تھے کہ جب تک میں خلیفہ نہیں ہوا وہ دو مچھلیاں بوجھ نہیں بنیں لیکن خلیفہ بننے کے بعد وہ بوجھ بن گئیں اور بوجھ بڑھتا چلا گیا تو

انسان کیا نادان ہے

کہ انسانی تعلقات میں تو معمولی معمولی غلطیوں پر بھی جب تک معافی نہ مانگ لے دل پر بوجھ رہتا ہے مگر خدا کے مقابل پر اتنی غلطیاں کرتا ہے اور بارہا کرتا چلا جاتا ہے کہ اس کا اس کے دل پر کوئی بوجھ نہیں رہتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ غلطیاں کیں تو چلو چھٹی ہوئی۔ پھر سبحان خدا بخش دے گا۔ یہ "بخش دے گا" کا جو فقرہ ہے یہ ایک گستاخی بھی ہے۔ یہ محض حسنِ ظن نہیں ہے اور قرآن کریم نے ان معنوں میں ان گناہ گاروں کا ذکر کیا ہے جو خدا تعالیٰ کے متعلق تخفیف کی وجہ سے یہ فقرہ کہتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہود کے متعلق یہ ذکر ملتا ہے کہ وہ ایسے بدنصیب لوگ تھے کہ گناہ کرتے تھے اور کہتے تھے سَیُغْفَرُ لَنَا ہمیں بخش دیا جائے گا تو خدا سے بخشش کی امید رکھنا ایک عجز کو چاہتا ہے ایک انکساری کو چاہتا ہے جیسا کہ میں نے آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے۔ خدا تعالیٰ ہر گناہ بخش سکتا ہے جب چاہے اور جس کے لئے چاہے لیکن ان کو نہیں بخشتا جن کے ہاں ایک تکبر یا بے نیازی پائی جاتی ہو۔ جب لوگ خدا تعالیٰ کے مقابل پر تکبر اختیار کریں یا بے نیازی سے گناہ کریں اور ان کے دل پر بوجھ نہ پڑے تو پھر اُن کا یہ کہنا کہ بخش دیئے جائیں گے یہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ایسے فقرے سے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھلم کھلا ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس لئے یہ درست ہے کہ انسانوں سے معافی مانگنے میں ہمیں ضرور جلدی کرنی چاہیئے اور پہل کرنی چاہیئے لیکن خدا تعالیٰ سے معافی کی طرف بھی نظر رہنی چاہیئے اور زیادہ نظر رہنی چاہیئے۔

سب سے بڑا محسن وہ ہے لیکن پھر ہم کیوں اس سے غافل ہوتے ہیں؟ یہ نکتہ بھی مجھے اسی ملاقات سے سمجھ میں آیا۔ جب تک میں خلیفہ نہیں بنا اس وقت تک یہ گناہ دل پر بوجھ نہیں تھا کیونکہ میرا کوئی احترام دل میں نہیں تھا لیکن جب خلیفہ بنا اور تعلق احترام میں تبدیل ہو گیا تو وہ چھوٹی سی غلطی بہت بڑا بوجھ بن گئی تو اللہ تعالیٰ کا اگر احترام ہو، اس کی قدر دل میں ہو تو گناہ بھی بہت بوجھ بن جایا

کرتے ہیں۔ معرفت کا یہ نکتہ حقیقت میں ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سنت سے پتہ چلتا ہے کیونکہ یہ سوچتے ہوئے اچانک میرا ذہن حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف منتقل ہوا کہ آپ کیوں استغفار کیا کرتے تھے! ایک معنی تو وہ ہے جو معروف ہے کہ ہر نبی عجز اور انکساری میں استغفار کرتا ہے اور بشری کمزوریوں کے نتیجہ میں بھی استغفار کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس واقعہ سے مجھے ایک اور بات سمجھ آئی کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا احترام اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں جو عام انسان کے ذہن میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں اور ان کو گناہ قرار دیا ہی نہیں جا سکتا لیکن جب نبی کے نقطۂ نظر سے انہیں دیکھا جائے تو خدا کی محبت، اور اس کے احترام کے نتیجہ میں وہ معمولی سی لغزشیں جو ہمارے اعمال کے اوپر اگر اس کو پرکھ کر دیکھا جائے تو لغزش ہے ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ وہ صفت حسنہ بن جاتی ہے مگر انبیاء کو خدا سے ایسی محبت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا اتنا گہرا احترام ان کے دل میں ہوتا ہے کہ اس کے سامنے وہ چھوٹی سی لغزش بہت بڑی دکھائی دیتی ہے اور ان کا معاملہ اس محاورے کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا اور دوسری آنکھ کا تنکا بھی شہتیر دکھائی دیتا ہے۔ ان کو اپنی آنکھ کے معمولی سے تنکے کا ایک چھوٹا سا ذرہ بھی شہتیر دکھائی دیتا ہے اور دوسروں سے مغفرت کا سلوک کرتے ہیں۔ دوسروں کے عیوب کو نہ نمایاں کر کے دیکھتے ہیں نہ بیان کرتے ہیں اور جب سرزنش کرنی ہو یا کسی کو سمجھانا ہو تو ضرور سرزنش بھی کرتے ہیں اور سمجھاتے بھی ہیں لیکن حتی المقدور یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کسی کو اس سے تکلیف نہ پہنچے۔

وہ ذکر جو قرآن کریم میں عَبَسَ وَ تَوَلّٰی میں ملتا ہے اس کا اسی مضمون سے تعلق ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں پہلے

ایک قوم کا بڑا سردار

آیا اور اس سے آپ معروف گفتگو تھے اور آپ اس لئے اہمیت دے رہے تھے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو بعید نہیں تھا کہ اس کے ساتھ اس کی قوم بھی مسلمان ہو جاتی۔ پس کسی ذاتی عظمت کے طور پر اس کو اہمیت نہیں دے رہے تھے بلکہ ایک دینی فائدے کے پیش نظر اس کو جو مقام حاصل تھا اس کو ایک خاص مرتبہ دے کر اس کے ساتھ غیر معمولی شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے توجہ دے رہے تھے کہ اتنے میں ایک مخلص فدائی صحابی جو آنکھوں سے اندھے تھے وہ حاضر ہوئے۔ ان کو پتہ نہیں تھا کہ کون بیٹھا ہے اور کس سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اور جس طرح اندھوں کو جب نظر نہیں آتا تو پتہ نہیں ہوتا کہ کون بیٹھا ہے اور کیا کہنا ہے، لحاظ نہیں کر سکتے اسی طرح انہوں نے فوراً اپنی عرض کی گفتگو شروع کر دی اور وہ دراصل اس گفت و شنید میں دخل اندازی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے منہ سے کچھ نہیں فرمایا۔ لفظی سختی کے ساتھ کوئی تنبیہ نہیں فرمائی لیکن اگر ناراضگی کا کوئی اظہار نہ کرتے تو وہ معزز انسان سمجھتا کہ میری بے عزتی ہوئی ہے اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا ہے اس لئے ماتھے پر بل ڈالے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مقام و مرتبہ اللہ کے نزدیک اتنا بلند تھا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ بل بھی پسند نہ آئے حالانکہ اگر دنیا کے عام معاملات میں دیکھیں اور کسی اور سے یہ واقعہ ہوا ہوتا تو اس کی عظمت کردار کے نشان کے طور پر بیان کیا جاتا کہ دیکھو اس نے آنے والے کی بھی عزت رکھ لی اور غلطی کرنے والے کی غلطی سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ایسے کیا کہ غلطی کرنے والے کی دل شکنی نہ ہوئی اور آنے والے کی عزت افزائی ہو گئی۔ حسن خلق اور عظمت کردار کا ایک عظیم امتزاج ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا انبیاء خدا کے حضور عجز کا ایک ایسا مقام رکھتے ہیں اور ایسی محبت کا تعلق رکھتے ہیں کہ اپنی چھوٹی سی غلطی کو بھی بہت بڑا دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ جب خدا کی نظر سے دیکھا جائے تو اس وقت اس کی حکمت اور نمایاں ہو کر سمجھ میں آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند توقع رکھتا ہے اور اس واقعہ نے بتایا کہ وہ چھوٹی سی لغزش جسے دنیا کی اصطلاح میں ایک عظیم حسن خلق کا مظاہرہ کہنا چاہیئے اس پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو پیار اور محبت سے سمجھایا کہ ایک اندھا آ گیا تھا اس لئے تو نے ماتھے پر بل ڈالے لیکن تجھے کیا پتہ کہ وہ تیری باتوں کو زیادہ توجہ سے سنتا اور فائدہ اٹھاتا اور تجھے کیا پتہ کہ وہ شخص جس کے لئے تو اتنی جدوجہد کر رہا تھا کہ اسے ہدایت نصیب ہو وہ مستغنی ہو جائے اور پیٹھ پھیر کر چلا جائے تو یہ وہ مضمون تھا جو اسی تسلسل میں میرے ذہن میں ابھرا اور میں نے سوچا کہ جماعت کو اس مضمون کی باریکیوں سے بھی آگاہ کروں اور اس ضمن میں عائد ہونے والے فرائض سے بھی مطلع کروں۔

معاف کرنا بھی اچھی چیز ہے لیکن

معافی مانگنا بہت ہی اچھی چیز ہے

اور وقت پر اپنے ایسے بھائی سے معافی مانگ لینا جس کی دل آزاری ہوئی ہو خواہ وہ ارادۃً ہوئی ہو یا غیر ارادی طور پر ہوئی ہو یہ ایک ایسا خلق ہے جس کے نتیجہ میں اللہ کی بخشش کی زیادہ توقع کی جا سکتی ہے۔ اس لئے انسان اگر صرف درگزر کا ہی سلوک نہ کرے بلکہ دوسرے بھائی سے اس کی دل آزاری کی معافی مانگنے میں جلدی کرتا ہو تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی لامتناہی مغفرت سے حصہ لینے کا ایک یہ بھی طریق ہے۔ دنیا میں میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ لمبا عرصہ محبت اور حسن و احسان کا تعلق رکھتے ہیں لیکن اگر کسی دوست سے ادنیٰ سی لغزش ہو جائے یا کسی وقت ناراضگی کا کوئی کلمہ منہ سے نکل جائے تو تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور ناراض ہو جاتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے بعض جانوروں میں حسن خلق کی جو مثالیں رکھی ہیں اگر وہ کتے کی طرف دیکھتے تو اس سے بھی وہ فائدہ اٹھا سکتے تھے کیونکہ کتے کے متعلق ایک فارسی شاعر کہتا ہے یہ عجیب جانور ہے کہ اس کو ایک دفعہ روٹی دے دو اور سو بار سوٹی اٹھاؤ تو یہ آگے سے اُف نہیں کرتا اور اسی طرح دم ہلاتا رہتا ہے لیکن انسان ایک عجیب جانور ہے کہ اس سے سو بار احسان کا سلوک کرو اور ایک بار استغناء کرو تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اور بڑھ بڑھ کر باتیں کرتا ہے اور بعض اوقات حملہ کر بیٹھتا ہے تو انسان اور جانور میں یہ فرق ہے جو ہم پر یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق میں بعض ایسے اعلیٰ اخلاق رکھ دیئے ہیں کہ جو انسان کو متکبر نہیں ہونے دیتے۔ اگر وہ غور اور فکر کا عادی ہو تو اس کے لئے آفاق میں ایسے نشانات ہیں جو اسے عاجز ہونے پر مجبور کر دیں گے۔ اس کا سر ہمیشہ زمین پر جھکائے رکھیں گے کیونکہ کہیں اس کو کتا اپنے سے اعلیٰ اخلاق کا دکھائی دے رہا ہو گا۔ کہیں کوّے اعلیٰ اخلاق کے دکھائی دیں گے۔ اُسے بعض دفعہ ہزار روٹیاں مل جاتی ہیں تو وہ کسی غریب کو نہیں پوچھتا اور کوّے کو روٹی کا ایک ٹکڑا مل جائے تو سارے بھائیوں کو آوازیں دے دے کر بلاتا ہے اور جب تک سب کو شریک ہونے کا موقع نہ دے اس وقت تک چھینا جھپٹی نہیں ہوتی۔ جب سب پہنچ جاتے ہیں تو پھر ہر ایک کوشش

کرتا ہے کہ میں بچاؤں لیکن یہ بھی تو محبت کا ہی ایک اظہار ہے ورنہ جنت میں کیوں لوگ چھین چھین کر کھاتے جہاں ہر چیز کی بہتات ہوگی۔ پس یہ جو کائنات ہے اس پر اگر آپ غور کریں تو ہر جانور میں خدا نے ایک ایسی خوبی رکھ دی ہے کہ اکثر انسان ان خوبیوں میں ان جانوروں سے سبق لے سکتے ہیں اور اگر ان کی ان خوبیوں پر نظر رکھیں تو یوں لگتا ہے جیسے اشرف المخلوقات کی خوبیاں سارے عالم میں پھیلی پڑی ہیں اور ہر چیز اس کے لئے آئینہ بن گئی ہے۔ ایسے کتے میں بھی ایک تصویر دکھائی دیتی ہے جو اپنے سے اچھی ہے۔ ایسے کوّے میں بھی ایک تصویر دکھائی دیتی ہے جو اپنے سے اچھی ہے۔ ایسے شیروں میں بھی اور گائے بھینس میں بھی اور دوسرے جانوروں میں بھی اور کیڑوں میں بھی اور مکھیوں میں بھی بعض ایسی صفات دکھائی دیتی ہیں جو اس کی اپنی ذات کی ملتی جلتی صفات سے بہتر ہیں گویا اس کو ہر طرف ایک آئینہ دکھایا جارہا ہے کہ تمہیں تو ہم نے یہ بنانا تھا اور تم سے ادنیٰ مخلوقات میں تو یہ خوبیاں اسی طرح محفوظ چلی آرہی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا ہے اور ان مخلوقات کا اختیار نہیں ہے کہ اس حفاظت سے باہر نکل جائیں مگر تمہاری خاطر یہ پیدا کی گئی تھیں کیونکہ تمہیں ادنیٰ سے اعلیٰ حالت میں جب ترقی دی گئی تو ان تمام صفاتِ حسنہ کے اجزاء تمہارے اندر شامل ہیں۔ تمہاری خمیر میں داخل ہیں ورنہ ارتقاء کے کوئی معنے نہیں ہیں۔ ارتقاء کا مطلب یہ ہے کہ لمبے دور میں مختلف نوعیت کی خوبیوں سے انسان کا خمیر اٹھایا گیا ہے اور جو خوبی کسی جانور کے دور میں زندگی میں شامل کی گئی وہ خوبی بچ گئی اور آئندہ بہتر قسم کی مخلوقات کی طرف منتقل ہوتی رہی۔ ان خوبیوں کے اجتماع کا نام انسان ہے لیکن انسان بننے کے بعد جب اُسے اختیار دیا گیا تو ان خوبیوں سے روگردانی کی اور پیٹھ پھیر کر ایک طرف ہوگیا اور ان سب نعمتوں کو بھلا بیٹھا۔ جب اس مضمون پر آپ غور کریں تو ہر طرف حُسن کا ایک کرشمہ دکھائی دے گا جو آپ کو آئینہ دکھا رہا ہے اور دوسری طرف وہی آئینہ آپ کو عجز کی تعلیم بھی دے گا کہ تم کیسے عاجز انسان ہو۔ اس بات میں ایک کتے سے بھی کمتر ہو۔ ایک گدھ سے بھی کمتر ہو۔ ایک کوّے سے بھی کمتر ہو۔ ایک بھیڑیے اور شیر سے بھی کمتر ہو یعنی ہر طرف سے ایک یہ آواز بھی تو اٹھے گی کہ تم اس سے بھی کمتر ہو اُس سے بھی کمتر ہو اور اُس سے بھی کمتر ہو اور یہ جو آواز ہے یہ اتنی حقیقی ہے اتنا گہرا پیغام رکھتی ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان مجبور ہے کہ وہ اپنے ہر قسم کے تکبّر سے باز آجائے اور اپنے آپ کو ایک حقیر کیڑا سمجھے۔ یہی مضمون ہے جس کو انبیاء جب پاجاتے ہیں تو اپنے رب کے حضور اس قسم کی دردناک صدائیں بلند کرتے ہیں کہ

؎ کِرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اور جو متکبّر اور مغرور مُلّاں ہے وہ ہنستا ہے اور قہقہے لگاتا ہے کہ یہ نبی اللہ ہے جو انسانوں کی عار ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ

انسانوں کی عار ہونا ایک صاحبِ عرفان کا کمال ہے

اور غیر معمولی درجۂ کمال پر پہنچے بغیر یہ عرفان حاصل نہیں ہوسکتا اور اسی میں ساری عزتیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مضمون کو اس طرح بھی بیان فرماتے ہیں کہ

؎ بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

تو جو خدا کا عاشق ہے جو وصل کا خواہاں ہے اس کو اگر بدتر بننے سے خدا ملتا ہے تو اُسے بدتر بننے میں کیا نقصان ہے۔ پھر تو ساری خیر بدتر بننے سے ہی وابستہ ہوگئی۔ جس رستے سے اپنا محبوب مل جائے وہ رستہ اینٹوں کا بنا ہو، پتھروں کا ہو یا کانٹے بچھائے گئے ہوں، ہر محبت کرنے والا تو رستے کی نوعیت سے بے خبر اس پر دوڑتا ہے۔ زخمی ہو، چھلنی ہو، مصیبتوں میں مبتلا ہو، گڑھوں میں جا پڑے تب بھی اس نے ان رستوں پر چلنا ہی چلنا ہے۔ ع

ہمیں تو راہ رووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

مگر جو بے خبر ہے اور جاہل ہے وہ ان باتوں کو نہیں سمجھتا۔ پس ساری کائنات میں ہمارے لئے حُسن کے بھی پیغامات ہیں اور عجز کے بھی پیغامات ہیں اور جہاں تک مغفرت کا تعلق ہے اس مضمون سے یہ بات چھڑتے چھڑتے یہاں تک پہنچی تھی۔ ایک معاملہ میں مجھے بھی خدام سے معافی مانگنا ہے اور چونکہ یہ ذکر چل پڑا ہے اس لئے بہترین موقعہ ہے کہ اسی موقعہ پر میں اپنے دل سے یہ بوجھ اُتاروں۔

جب کبڈی کا میچ ہو رہا تھا تو مجھے یہ بتایا نہیں گیا کہ میں جو بات کر رہا ہوں وہ ساری دنیا سُن رہی ہے۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ حسوال صاحب اپنا کیمرہ بہت دُور لگائے ہوئے ہیں اور اگر میں زور سے بھی بولوں تو اتنی دور آواز نہیں جائے گی انسان نزدیک بیٹھے ہوئے دوستوں سے بعض ایسے تبصرے کرلیتا ہے جن کے متعلق پتہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے متعلق ان میں کوئی سخت بات ہوئی ہے اس کی دل آزاری ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اُسے وہ بات نہیں پہنچی اور اس وقت دل میں جو ایک جذبہ اٹھتا ہے اس کا اظہار ہو کر ایک بوجھ بھی کم ہو جاتا ہے تو چند ایسی باتیں جو بے تکلف ماحول میں میں آفتاب خان صاحب سے کر رہا تھا (جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے) اور ان کو بتا رہا تھا کہ یہ کیا ہوگیا، یہ کیا ہوگیا۔ اور بعض باتوں سے طبیعت واقعی بڑی منغض ہوئی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے مگر ہرگز یہ مراد نہیں تھی کہ شخص مذکور کی دل آزاری ہو لیکن بعد میں جب مجھے پتہ چلا کہ وہ تو ساری دنیا سن رہی تھی تو میں نے کہا کہ اس بیچارے کا تو جیسے پنجابی میں کہتے ہیں حشر ہوگیا ہوگا۔ اس کے رشتہ دار شرمندہ ہو رہے ہوں گے اور ساری دنیا میں لوگ اس کو کیا کہیں گے۔ اتنی مجھے تکلیف ہوئی کہ ایک ساری رات میں سو نہیں سکا۔ استغفار کرتا رہا اور دل چاہا کہ ابھی اُن سے معافی مانگوں تاکہ میرے دل کو تسلّی ہو لیکن مجھے خیال آیا کہ ان بیچارے کی شرمندگی تو عالمگیر ہے۔ معافی میں الگ ٹکڑ کر مانگ لوں تو فائدہ کیا؟ اس لئے عالمی خطاب میں ہی معافی بھی ہونی چاہیئے۔ ان میں سے مثلاً ایک ریفری صاحب کے متعلق میں نے کہا تھا کہ میں ان کو جانتا ہوں ان کو ریفری بنانا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ بعد میں جب مجھ سے پوچھا گیا کہ ان کو ہٹائیں تو میں نے کہا: نہیں بالکل نہیں ہٹانا۔ بددیانت نہیں ہیں۔ عام فیصلے بالکل ٹھیک کرتے چلے جاتے ہیں مگر جب کوئی مشکل وقت آتا ہے تو ان کا دل چھوٹا کمزور ہے سخت فیصلہ کر ہی نہیں سکتے۔ میں ان کو بڑی دیر سے جانتا ہوں پہلے بارہا مجھے ان کے بعض فیصلوں کے وقت طبیعت میں ایک کوفت ہوا کرتی تھی کہ یہ واضح فیصلہ کرنا چاہیئے تھا لیکن اس کی بجائے بیچ میں دب گئے۔ دو طرفہ فیصلہ کرنے کی کوشش کی ایک ٹیم کے خلاف کھلم کھلا فیصلہ کرنے کی بجائے بیچ میں رکھ کر دونوں کے دل خوش کرنے کی کوشش کرلی۔ یہ مقصد تھا یہ اصل وجہ تھی اور وہ میں ان کو علیحدگی میں سمجھا دیتا لیکن آفتاب خان صاحب کے پاس بات کرکے میرے دل میں جو ہلکا سا غبار تھا وہ نکل گیا لیکن یہ کیا پتہ تھا کہ اُن کے سارے رشتہ دار، سارے دوست، واقف، جاپان تک سن رہے ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ لو جی! اچھا ریفری نکلا ہے یہ تو خدمت کی بجائے اپنا اور

نقصان کر بیٹھا۔ اسی طرح ایک نوجوان یا بہ نام کا تھا۔ اس کے دادا کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور اس کے والد کو بھی، اس کے خاندان سے بے تکلفی کے تعلقات، جس طرح وہ گھر کا بچہ ہو تو بعض دفعہ انسان کہہ دیتا ہے پاگل ہے۔ کیا بے وقوفی کر بیٹھا۔ وہ بہترین سائیکلسٹ ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو سائیکل چلانے کی بہت اچھی صلاحیت دی ہے۔ پتہ نہیں اس کے دماغ میں کیا کودی کہ سائیکل چھوڑ کر کبڈی کے میدان میں آگیا اور پھر بار بار کھلا چھا ڈالنے کی کوشش کرتا تھا۔ ایک ہوتا ہے داؤ لگا کر اچانک ہلہ بول کر کوئی انسان کسی کی ٹانگ پکڑ لے یا قینچی مار دے یا کلائی پر ہاتھ ڈال دے، ایسا کرنے سے بالعموم شکار ہاتھ آجاتا ہے مگر ایک ہوتا ہے سامنے چیلنج کر کے آمنے سامنے کسی کو کہا جائے آؤ اب نکل کے دکھاؤ جسے پنجابی میں کُھلا چھا کہتے ہیں۔ اب اس بیچارے کو آتا نہیں تھا اور جا بھے اسے ڈالتا تھا تو میں نے کہا کہ اس پاگل کو کیوں اکٹھا کرلائے ہو اور اس کو سوجھی کیا؟ میں نے بعد میں بھی اس سے ناراضگی کا اظہار کیا کہ تم اچھے بھلے سائیکل پر تھے۔ زمین پر کیوں اتر آئے۔ سائیکل چلاؤ اور نام پیدا کرو۔ ساری دنیا میں اپنے اور اپنے عزیزوں کے لئے جو یہ شرمندگی دکھا رہے ہو تو کس لئے؟ اور یہ نہیں پتہ تھا کہ جب میں نے اس کو پاگل کہا تو وہ اپنے پیار کے رنگ میں تھا جس طرح کسی عزیز کو آدمی کہہ دیتا ہے کہ اس پاگل کو کیوں پکڑ لائے لیکن ساری دنیا میں اب وہ کہیں پاگل ہی نہ مشہور ہو جائے حالانکہ وہ پاگل واگل بالکل نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے اچھا بھلا ہونہار بچہ ہے۔ جسم بھی خوبصورت، اور قد آور اور بہادر ہے تب ہی وہ کھلے ہاتھ ڈالتا تھا مگر آگے سے بڑے بڑے طاقتور اچھے آنے والے تھے جس طرح افضل تھے۔ اس کا اُن کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں تھا۔ بار بار اُن پر حملہ کر کے خواہ مخواہ پوائنٹ بھی گنوا تا تھا مگر چونکہ میرے علم میں یہ نہیں تھا کہ ساری دنیا میں لوگ یہ سنیں گے اور اس بیچارے کی بدنامی ہوگی۔ اس لئے خیال یہ تھا کہ جب الگ ملوں گا تو اس کو سمجھا دوں گا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا لیکن جب پتہ لگا کہ یہ بات تو ساری دنیا میں پھیل گئی ہے تو میں بہت ہی شرمندہ ہوا۔ میں نے کہا کہ اس بیچارے نے کیا شرمندہ ہونا ہے جتنا میں شرمندہ ہو گیا ہوں اور فرض سمجھا کہ اس سے میں معافی مانگوں۔

ایک بات اور مجھے بتائی گئی ہے لیکن وہ ایسی بات نہیں ہے جسے میں مخفی رکھنا چاہتا تھا۔ وہ ایک اصولی چیز ہے جس کو جماعت کے علم میں آنا چاہیئے۔ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی بہت ہی مخلص فدائی اور بہت اچھے منتظم ہیں۔ اور ان کے دور میں خدا کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ منکسر المزاج ہیں۔ دعاگو ہیں لیکن ایک واضح ہدایت پر عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں ناہیں، میں نے امیر صاحب جرمنی سے ان کے متعلق ناراضگی کا اظہار کیا اور وہ بھی مشتہر ہو گیا۔ وہ مضمون چونکہ ایسا ہے جس کا جماعت کو علم ہونا چاہیئے اس لئے میں وہ ذکر چھیڑتا ہوں۔

کبڈی کے کھیل میں عموماً رواج ہے

کہ لنگوٹ کستے ہیں اور وہ بھی ایسے جو عملاً ننگا ہونے کے مترادف ہے لیکن ایسے پروگرام کو جب عالمی طور پہ ٹیلی وائز کیا جائے تو جماعت کا وقار داؤ پر لگ جاتا ہے۔ جماعت کی روایات داؤ پر لگ جاتی ہیں۔ کہیں ایک گاؤں میں، کسی کوٹھے میں، کسی جگہ ایسا واقعہ ہو جائے تو وہ بھی ٹھیک نہیں لیکن عالمی سٹیج پر ایسے پروگرام دکھائے جا رہے ہوں اور لباس بیہودہ ہو تو یہ جماعت کے وقار کے خلاف ہے اور جماعت کسی قیمت پہ اجازت نہیں دے سکتی۔ چنانچہ جانے سے دس پندرہ دن پہلے تفصیل سے ان کو یہ لکھا گیا اور فون پر بھی غالباً پیغام دیا گیا کہ اس میچ کو تمام عالم میں دکھانے کے لئے شرط یہ ہے کہ لباس گھٹنے کے نیچے تک ڈھکا ہوا ہوگا اور پیٹ پر پوری طرح کسا ہوگا تاکہ اس سے انسان ننگا یا بیہودہ دکھائی نہ دے۔ مجھے اطمینان دلوا دیا گیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ جب میں وہاں پہنچا ہوں تو اس وقت تک کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔ پھر امیر صاحب جرمنی کو اور ان کو اکٹھا بٹھا کر میں نے تفصیل سے سمجھایا کہ آپ کو دنیا سے شرمانے کی کیا ضرورت ہے کہ دنیا کہے گی یہ کیسا لباس پہن آئے ہیں؟ جس سے شرمانا ہے اس سے شرمائیں یعنی خدا سے شرمائیں اور اپنی پاک روایات کا آئینہ بنائیں اور اس سے شرمائیں۔ اگر اس میں غلط داغ پڑتا ہے تو وہ شرمانے کی بات ہے۔ اس لئے آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور دنیا جو مرضی کہے میں ذمہ دار ہوں، آپ ایسا لباس بنائیں اور ان کو یہ بھی بتایا کہ ذہن کا مضبوط ہو اور کمر پر پیٹی ہو اور گھٹنے کے نیچے مضبوط دوہری تہری پٹی ہو اور رنگ اس کا بدلی جائے۔ خوبصورت بھی بہت دکھائی دے گا جس طرح پہ جس ہوتی ہے اور کسی کا ہاتھ پڑ جائے تو مضبوط سے مضبوط آدمی بھی اس کو توڑ نہیں سکتا اور ایک آدمی کھیل کے دوران اس وہم میں مبتلا نہیں ہو سکتا کہ کہیں اس کا لباس نہ اُتر جائے۔ اس طرح واضح بات ہونے کے بعد جس کے سپرد کیا گیا غالباً اس سے غلطی ہوئی ہوگی لیکن بہرحال جو بھی ہوا جب میں نے دیکھا تو وہ کپڑے کی چکنی چکنی چیزیں تھیں اور پتلے ناڑے یا دھاگے سے وہ باندھے گئے تھے اور خطرہ تھا کہ اگر کسی کا ہاتھ پڑے تو فائدہ کی بجائے اور زیادہ بے حیائی ہوگی۔ چنانچہ جو میچ سب سے زیادہ پاپولر ہوا ہے جس میں میجر محمود صاحب بھی کھیل رہے تھے اس میں غلطی سے امیر صاحب کا ہاتھ ان کے ازار بند پر پڑ گیا یعنی اس حصے پر جہاں وہ باندھا گیا تھا تو انہوں نے فوراً وہ پوائنٹ چھوڑ دیا کہ یہی عقل کی بات تھی کیونکہ اگر اس وقت زور لگاتے تو جگ ہنسائی ہونی تھی بہرحال ایک اور موقعہ پہ بھی میں نے دیکھا کہ بیچارے کھلاڑی کا لباس تقریباً اُتر گیا تھا اور اس نے ہاتھ سے پکڑ کر اس کو سنبھالا تو یہ بات غلط تھی پر میں وہاں اُن سے ناراض ہوا کہ جب آپ کو سمجھا دیا گیا تھا تو پھر کیوں نہیں ایسا کیا۔ مجھے بتا دیتے کہ نہیں ہو سکتا۔ ہم میچ کینسل کر دیتے۔ کوئی ضروری تو نہیں کہ دنیا کو کبڈی بھی دکھوائی جائے لیکن جب دکھائی جائے تو اسلامی روایات اور سلیقے کے مطابق دکھانی چاہیئے۔ یہ تکرار میں ناراضگی کے اظہار کے طور پر نہیں بلکہ جماعت کی تربیت کے لئے اس لئے کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنی

کھیلوں میں اپنی اعلیٰ روایات کو کبھی قربان نہیں کرنا چاہیئے۔

ثقافت کے نام پر بعض لوگ نہایت بیہودہ حرکتیں کر جاتے ہیں کہ جی یہ ثقافت ہے۔ ثقافت نہیں جہالت ہے۔ ثقافت وہاں تک ہے جہاں تک اسلام کی مخالف نہیں ہے اس کے بعد وہ ثقافت نہیں بلکہ جہالت بن جاتی ہے تو کھیلوں میں بھی وہاں تک کھیلیں ہیں جہاں تک اسلام کی واضح اخلاقی تعلیم کے مخالف نہ ہوں۔ جہاں اس حد سے باہر قدم رکھا وہاں وہ کھیل نہیں رہتی بلکہ وہ ایک جہالت یا بغاوت ہو جاتی ہے تو میں ایک دفعہ پھر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں بات ختم ہو گئی۔ ان کو میں نے معاف کر دیا انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا اور بات ختم ہو گئی کیونکہ وہ مخلص فدائی آدمی ہیں۔ ایسے نہیں کہ اُن سے کوئی بھی ناراضگی رکھی

جاسکے لیکن چونکہ یہ بات بھی مشتہر ہوگئی تھی اس لئے لوگ ان کے متعلق کہیں غلط تاثر نہ لے لیں۔ ان کا مزاج ہرگز ایسا نہیں ہے کہ بات سنیں اور ان سنی کر دیں۔ بس کوئی ہنگامہ زیادہ تھا۔ بے شمار کام تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کسی کے سپرد کام کر بیٹھے ہیں اور نگرانی نہیں ہوسکی تو یہ تو سنئے معافی کے قصے۔ اب دعا یہ ہے کہ اللہ ہمیں معاف فرمائے اور ہماری روزمرہ کی کمزوریوں سے صرف نظر فرمائے اور ہمیں خود بخشنے کی عادت ڈالے اور اپنے رنجیدہ بھائی سے معافی مانگنے کی عادت ڈالے۔

ہماری جماعت میں اگر یہ دو باتیں قائم ہو جائیں تو "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" کا مضمون صادق آجائے گا۔ یقیناً ہم بہت عظیم اخوت کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں اگر یہ دو صفات ہم میں رائج ہو جائیں۔ اگر انسان معافی مانگنے سے حیاء محسوس کرے تو حقیقتاً وہ ایک متکبر ہے اور جو متکبر ہو اس کا معافی مانگنا بھی بے معنی ہو جایا کرتا ہے۔ جب وہ خدا سے معافی مانگتا ہے اور بندے سے نہیں مانگتا تو خدا سے معافی مانگنا بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ متکبر کی دعا خدا قبول نہیں کیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے بندوں پر رحم نہیں فرماتا میں اس پر رحم نہیں کرتا۔ اس لئے معافی دینا بھی سیکھیں اور معافی دینا اگر سیکھنا ہے تو معافی مانگنا اس کا ایک لازمی جزو ہے کیونکہ معافی مانگے بغیر تکبر نہیں ٹوٹے گا۔ جب معافی مانگنے کا سلیقہ سیکھیں گے تو پھر معافی دینا ایک بہت ہی اہم خلق بن جائے گا اور خدا کا جو بندہ معافی مانگنا بھی جانتا ہو اور معافی دینا بھی جانتا ہو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مغفرت کا وہ سلوک فرمائے گا جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ
الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

کہ اللہ ہر قسم کے گناہ بخش دیتا ہے۔ ہر گناہ کو بخش دیتا ہے اور وہ بہت ہی بخشش کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس ضمن میں میں نے

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بعض نصیحتیں

چُنی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ حدیث مسلم، کتاب التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ سے لی گئی ہے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کی سزا اور گرفت کا اندازہ ہو کہ کتنی سخت اور شدید ہے تو وہ جنت کی امید ہی نہ رکھے اور یہی سمجھے کہ اس گرفت اور سزا سے بچنا محال ہے اور اگر کافر کو۔ (یہاں مومن کو بدل کر کافر فرمایا گیا ہے) اللہ تعالیٰ کے خزائنِ رحمت کا اندازہ ہو تو وہ اس کی جنت سے ناامید ہی نہ ہو اور یقین کرے کہ اتنی بڑی رحمت سے بھلا کون بد قسمت محروم رہ سکتا ہے۔

یہاں مومن کی بجائے کافر کو بدل کر بہت ہی حکیمانہ بات فرمائی گئی ہے۔ مومن بخشش کی امید رکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ بے راہ رَو ہو جاتا ہے اس کو بتایا گیا ہے کہ تم پکڑ پر نظر رکھو۔ اگر تم صرف بخشش پر ہی نظر رکھو گے تو ہو سکتا ہے کہ تم سے ایسی گستاخیاں اور بداعمالیاں سرزد ہوں کہ تم بخشش کی حد سے ہی باہر نکل جاؤ۔ کتنا حکیمانہ کلام ہے۔ انسان کی روح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نصیحتوں کو پڑھ کر عش عش کر اٹھتی ہے۔ ایک ایک لفظ میں اور چھوٹی چھوٹی نصیحتوں میں حکمت کے خزانے بند کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو مومن کو فرمایا کہ تم خدا تعالیٰ کی پکڑ کی طرف بھی خیال رکھنا اور یاد رکھنا کہ اگر تمہیں پکڑ کی معرفت ہو جائے تو گناہ کی تمنا تمہارے دل سے نکل جائے گی اور کافر دنیا میں عیش و عشرت کرتا پھرتا ہے اور وہ بسا اوقات یہ سمجھتا ہے کہ میں اتنے گناہ کر بیٹھا ہوں کہ اب میری بخشش کہاں سے ہونی ہے اور پھر گناہوں کی کثرت اسے اور دلیر کر دیتی ہے۔ کافر ہونے اور مومن ہونے کے درمیان میں بہت سے درجے ہیں۔ کئی مومنوں کو ہم نے کفر کی حالت کی طرف اس طرح منتقل ہوتے ہوئے دیکھا ہے کہ ایک گناہ کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا، پھر یہ خیال آجاتا ہے کہ گناہ گار تو ہم ہو ہی چکے ہیں۔ اب ایسی حرکتیں روزمرہ کیوں نہ کریں اور پھر حیاء اٹھ جاتی ہے تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ کی رحمت پر نظر رکھنی چاہیئے۔ یہاں اس کے لئے پھر یہی آیت پیغام دیتی ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا کہ وہ ہر قسم کے گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے اگر وہ چاہے اس لئے تو اس سے مایوس نہ ہو۔ یہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کی بخشش کا تعلق توبہ سے ہے۔ یہ مضمون اس کے اندر داخل ہے کہ توبہ سے اس لئے باز نہ رہے کہ اتنے گناہ بڑھ گئے ہیں کہ شاید خدا تعالیٰ معاف کرے ہی نا

ایک اور حدیث ہے جو ریاض الصالحین باب الرجاء سے لی گئی ہے۔ عموماً صحاح ستہ کی احادیث ہی ہیں جو ریاض الصالحین میں داخل کی گئی ہیں۔ حدیث کا اصل حوالہ یہاں نہیں دیا گیا۔ بہرحال حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن مومن اپنے رب کے بہت قریب لے جایا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے سایۂ رحمت میں آجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا اور کہے گا کہ کیا تو فلاں فلاں گناہ جانتا ہے جو تو نے کئے۔ اس پر بندہ کہے گا ہاں میرے رب! میں جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں میں نے اس گناہ کے متعلق تیری پردہ پوشی کی اور اب قیامت کے دن تمہارا وہ گناہ بخشتا ہوں۔ الغرض اس کو صرف اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔

یہاں حدیث کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کان میں سرگوشی کرے گا ورنہ بظاہر تو یہ تصور ایسا ہے جو صرف انسان پر ہی صادق آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا کان میں سرگوشی کرنا ایک بہت ہی پیار کی تمثیل ہے اور ایک حدیث کے الفاظ مجھے یاد ہیں کہ دوسروں سے اوجھل کر کے جیسے ماں کسی بچے کو پردے میں لے لے۔ اپنی چادر کی لپیٹ میں لیکر پیار سے بات کرے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ اس دنیا میں میں نے تیری پردہ پوشی کی تھی نا مگر تجھے پتہ ہے کہ کیا کیا گناہ تھے۔ وہ کہے گا ہاں میرے رب! مجھے سب پتہ ہے تو خدا کہے گا کہ دنیا میں کی تھی تو پھر اب بھی کرتا ہوں۔ اس مضمون کا بھی بخشش کے فلسفے کو سمجھنے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ بالعموم وہ لوگ جو اپنے بھائی کو بے پردہ کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور ستاری کا پردہ اپنے عزیزوں یا دوستوں یا دشمنوں سے اٹھا دیتے ہیں ان لوگوں کے لئے اس میں ایک تنبیہ ہے کیونکہ میرا اس معاملہ میں بہت وسیع تجربہ ہے کہ وہ لوگ جن کو ستاری کی عادت ہو اور کوشش کرتے ہوں (غلطیاں تو انسان سے ہوتی ہی ہیں) کہ بد نیتی سے کسی کا پردہ چاک نہ کیا جائے تو اللہ بھی ان کی ستاری فرماتا ہے۔ بے تکلفی اور پیار کی باتوں میں بعض دفعہ انسان کسی غلطی کا ذکر بھی کر دیتا ہے مگر وہ اور بات ہے۔ واقعۃً کسی کی بدی سے پردہ اٹھانا اور اسے دنیا میں ذلیل و رسوا کرنے کی نیت سے ایسا کرنا، یہ ایک ایسا گناہ ہے

جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے اپنی ستاری کا پردہ اٹھا لیتا ہے اور جس سے دنیا میں پردہ اٹھ جائے تو پھر آخرت میں بھی وہ پردہ اٹھ جاتا ہے۔ پس اگر آخرت میں اپنے گناہوں پر ستاری کا پردہ ڈالنے کی تمنا رکھتے ہو تو اس دنیا میں اپنے بھائیوں اور عزیزوں کی کمزوریوں پر اپنی ستاری کا پردہ ڈالا کرو اس سے اللہ تعالیٰ کے حضور ستاری کی زیادہ توقع رکھی جا سکتی ہے۔

یہ حدیث بخاری کتاب التوحید سے لی گئی ہے اور مسلم کتاب التوبۃ میں بھی یہ حدیث شامل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے ہمیں یہ بات بتائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ...

ایسی احادیث جن میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واضح طور پر فرمائیں کہ میرے خدا نے مجھے یہ فرمایا ہے یا خدا ایسا فرماتا ہے اسے حدیث قدسی کہتے ہیں یعنی قرآن کریم کی آیات کے علاوہ بھی خدا تعالیٰ کا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بکثرت ہم کلام ہوا ہے۔ رؤیا کی صورت میں بھی اور ظاہری صورت میں، کشفی صورت میں بھی اور بہت سی جگہ آپ کی طرز بیان سے پتہ لگ جاتا ہے کہ خدا کے سمجھانے کے بعد آپ نے ایسی بات کہی ہے لیکن ہر جگہ ذکر نہیں ملتا۔ اس لئے بعض احادیث قدسی میرے نزدیک احادیث قدسی تعبیری ہیں یعنی ان کا مضمون ثابت کرتا ہے کہ یہ حدیث قدسی ہے لیکن بعض احادیث قدسی ایسی ہوتی ہیں جن میں راوی بیان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے واضح طور پر خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ کہا ہے۔ پس یہ ان احادیث میں سے ہے۔ فرمایا۔ اپنے رب کی طرف سے ہمیں یہ بات بتائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے ناسمجھی سے گناہ تو کیا لیکن اسے علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور چاہے تو پکڑ بھی لے۔ پھر میرا بندہ توبہ توڑ دیتا ہے اور گناہ کرنے لگ جاتا ہے اور پھر نادم ہو کر کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے یا میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے وہ گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر بندہ توبہ توڑ دیتا ہے اور گناہ کرتا ہے لیکن نادم ہو کر دعا مانگتا ہے کہ اے میرے رب! میرے گناہ بخش۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جو جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور کبھی گرفت بھی کرتا ہے (یعنی میرا بندہ کمزور ہے اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکتا غلطی کر بیٹھتا ہے لیکن) اگر وہ نادم ہو کر توبہ کرے تو میں اسے بخش دوں (یہ اس کے معنی ہیں) اور آئندہ گناہوں سے اسے بچاؤں گا۔ وہ میری منشاء کے مطابق ہی کام کرے گا۔

یہ آخری بات ہے یہ دراصل وہ نقطہ مرکزی ہے جس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ بعض لوگ گناہ کرتے ہیں۔ توبہ کرتے ہیں بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت کا سلوک فرماتا ہے لیکن پھر ایسی حالت ہو جاتی ہے اور پھر ایسی حالت ہو جاتی ہے اور بعضوں کے لئے یہ بیماری مستمرہ بن جاتی ہے مگر

مغفرت کی سچی پہچان

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پھر مناسب توبہ کی توفیق بخش دیتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے پیار کے کلمات جس گنہگار کے متعلق بیان فرمائے ہیں اس کا انجام بتایا ہے کہ اس کے دل میں نیکی کا غلبہ تھا اور کمزوری سے مجبور ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ بعض ماہرین نفسیات بتاتے ہیں کہ بعض گناہوں کے لئے انسان اس طرح بے اختیار ہو جاتا ہے جس طرح اس کی سرشت میں یہ بات داخل ہوئی ہو اور یہ بھی ایک نفسیاتی بیماری ہے چنانچہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون پر کسی خطبہ میں یا کسی اور تقریر میں گفتگو فرمائی اور یہ کہا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس مضمون کا گہرا علم بخشا ہے اور میں بتا سکتا ہوں کہ کیا کیا حالات ہیں جن میں ایک گناہ گار عمداً گناہ نہیں کر رہا ہوتا بلکہ بعض بے اختیاریوں سے مجبور ہوتا ہے لیکن آئندہ جب خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے گا تو میں اس مضمون پر روشنی ڈالوں گا لیکن وہ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر نہیں تھا کہ آپ کو یہ موقعہ ملے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نتیجہ نکال دیا ہے اور ہمارے ہاتھوں میں کنجی تھما دی ہے کہ کیسے پہچانیں کہ ہم بیمار ہیں یا گناہ گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیماریوں سے شفا بخش سکتا ہے اور اگر ایک گناہ گار بے حیائی کی وجہ سے تکرار کرتا ہے تو اس کے متعلق یہ خوشخبری نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ پھر اسے اس بیماری سے شفا بخش دے گا لیکن وہ گنہگار جو حقیقتاً تائب ہوتا ہے اور نادم ہوتا ہے اور بار بار خدا کے حضور جھکتا ہے اور شرمندگی کا اظہار کرتا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلعم کو خبر دی کہ میں اسے بخش دوں گا اور آئندہ گناہوں سے اسے بچاؤں گا۔ وہ میری منشاء کے مطابق ہی کام کرے گا۔ پس ہمیں دعا یہ کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے تائب ہونے کی توفیق بخشے اور ہماری توبہ کو اس طرح قبول فرمائے کہ ہمیں آئندہ گناہوں سے بچائے اور خدا کی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا ہو۔ آمین

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S. کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے

(ادارہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۶ر جولائی ۹۳ء

دُنیا کو ہم نے توحید سے بھرنا ہے اور توحید کی ہر سطح پر حفاظت کرنی ہے

میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ شرک فی الخلافت سے بچے

یاد رکھیں آج توحید کی حفاظت خلافت سے وابستہ ہے پس خلافت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹ جائیں

از سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ
دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(الانعام آیت ۱۶۲)

پھر فرمایا۔ یہ آیت اور اس کی بعد کی آیات کے تعلق میں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

قسط نمبر ۴ (آخری)

قرآن مجید کی صداقتیں

جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں

از محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب سابق صدر شعبۂ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی و امیر جماعت احمدیہ آندھرا پردیش

پیدائش کائنات اور آغاز زندگی !

پیدائش کائنات اور آغاز زندگی کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے۔

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ○

(الانبیاء: ۳۱)

اس آیت کریمہ نے بتایا کہ ایک زمانہ تھا جب کہ ہماری زمین آسمانوں کے ساتھ جڑی ہوئی تھی موجودہ سائنس نے اس کی تصدیق کی ہے اور بتایا ہے کہ سورج چاند زمین اور سیارے سب ایک ہی NEBULA کی شکل میں تھے اور بعد میں یہ سب علیحدہ علیحدہ کرّے بن گئے

ایک دوسری آیت میں بتایا کہ:

ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ وَھِیَ دُخَانٌ

(حٰمٓ السجدہ: ۱۲)

یعنی پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ محض ایک دخان یعنی گیس کی طرح تھا۔

دخان کے لفظ کے ذریعہ اس NEBULA کی کیفیت بتائی ہے کہ وہ گیس (GAS) کی شکل تھی آج ہم دوربینوں کے ذریعہ تصویریں کے کر تاروں کو گیس میں سے پیدا ہوتے دیکھ سکتے ہیں Dr. Maurice Bucaille نے قرآن مجید کے بیان کا سائنس کی تحقیقات سے موازنہ کر کے تحریر کیا ہے

There is complete correspondence between the facts of the Quran and the facts of science (Page 117)

یعنی: قرآن مجید کا بیان اور سائنس کا بیان بالکل ایک دوسرے کے مطابق ہے۔

دوسری بنیادی بات اس آیت کریمہ میں یہ بتائی گئی ہے کہ وجعلنا من الماء کل شئ حی یعنی ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا۔ موجودہ سائنس اس کی بھی تصدیق کرتی ہے ہر جاندار چیز میں پانی ایک اہم جزو ہے اور ہر جاندار چیز کی ابتداء پانی سے ہوتی ہے تمام زندہ CELLS میں پانی Major component ہے بغیر پانی کے زندگی ممکن نہیں ہے الغرض کئی زاویوں سے قرآن مجید کے بیان کی سائنس تصدیق کرتی ہے

آسمان کے بارے میں سورہ الذٰریٰت (آیت ۴۸) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ

یعنی اور آسمان کو ہم نے کئی صفات سے بنایا ہے اور ہم بڑی وسیع طاقت رکھتے ہیں

جیسا کہ Dr. Maurice Bucaille نے لکھا ہے انا لموسعون کے ایک معنی یہ بھی کئے جا سکتے کہ ہم آسمان کو وسعت دے رہے ہیں پھیلا رہے ہیں سنہ ۱۹۲۹ء میں عظیم ہیئت دان Edwin Hubble نے یہ تحقیق کی کہ کہکشائیں ایک دوسرے سے دور ہوتی چلی جا رہی ہیں یا دوسرے لفظوں میں ہماری کائنات پھیل رہی ہے موجودہ صدی میں کہکشاؤں کے بارے میں جو مشاہدات ہوئے ہیں ان میں اسی مشاہدے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اس سے استنباط ہوتا ہے کہ جب ہم ماضی کی طرف نظر ڈالیں تو کہکشائیں GALAXIES ایک دوسرے کے قریب تھیں اور زیادہ ماضی کی طرف جائیں تو وہ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں اور جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے رتقا کا نظارہ پیش کر رہی تھیں۔

اس وقت علم ہیئت میں یہ حل طلب مسئلہ ہے کہ کہکشائیں مستقبل میں پھر ایک دوسرے کے قریب آنے لگیں گی یا نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ ؕ کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ

(الانبیاء آیت: ۱۰۵)

یعنی: جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح بہی کھاتہ تحریر کو لپیٹ لیتی ہیں جس طرح ہم نے تمہاری پیدائش کو پہلی دفعہ شروع کیا تھا اسی طرح پھر اس کو دہرائیں گے۔

بفضلہ تعالیٰ ۱۹۸۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے خاکسار کی ملاقات ہوئی تھی تو حضور اقدس نے اس آیت کریمہ سے یہ استنباط فرمایا تھا کہ مستقبل میں وقت آئے گا جبکہ کہکشائیں ایک دوسرے کے قریب ہوتی جائیں گی اور اپنی ابتدائی کانتا رتقا کی حالت کی طرف رجوع کریں گی۔

پیدائش انسان

انسان کی پیدائش کے متعلق قرآن مجید میں کئی آیات ہیں سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ

(المؤمنون: ۱۳-۱۵)

یعنی: اور ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے خلاصے سے بنایا ہے پھر اس کو ایک ٹھہرنے والی محفوظ جگہ میں نطفہ کے طور پر رکھا۔ پھر نطفہ کو ترقی دے کر ایسی شکل دی کہ وہ (علقہ یعنی) چمٹنے والا وجود بن گیا۔ پھر اس چمٹنے والے وجود کو (مضغہ یعنی) بوٹی بنا دیا پھر اس بوٹی کو ہم نے ہڈیوں کی شکل میں تبدیل کر دیا پھر ان ہڈیوں پر ہم نے گوشت چڑھایا۔ پھر اس کو ایک اور شکل میں تبدیل کر دیا (یعنی انسانی وجود مکمل کر دیا۔ پس بہت ہی برکت والا ہے وہ خدا جو سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے"۔

Professor Keith L. Moore جو کینیڈا کی University of Toronto میں Anatomy کے پروفیسر ہیں اور وہاں کی Faculty of Medicine کے Chairman بھی ہیں وہ ستمبر ۱۹۸۸ء کے ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں کہ ۱۷ ویں صدی کے آخر میں — MICROSCOPE یعنی خورد بین ایجاد ہوئی تھی اور اس کے بعد ہی ٹھیک طور پر مطالعہ کیا جا سکتا تھا کہ ماں کے رحم میں بچہ کس طرح شکلیں اختیار کرتا ہے اور سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد سائنسدانوں نے انسانی EMBRYO کے مراحل (STAGES) تجویز کئے تھے وہ لکھتے ہیں کہ:

Almost a year ago I was consulted about the meaning of certain verses in the Koran and some sayings of the Hadith which referred to human reproduction and embryological development. I was amazed at the scientific accuracy of the statements

which were made in the seventh century A.D.

کہ مجھے جب قرآن مجید کی بعض آیات اور بعض احادیث بتائی گئیں جن میں پیدائش انسانی کا ذکر تھا تو میں حیران ہو گیا کہ کیسے ساتویں صدی عیسوی میں ایسی باتیں بتا دی گئیں جو سائنس کی تحقیق کے عین مطابق تھیں۔

سورۃ المؤمنون کی آیت جس کی میں نے تلاوت کی اس میں بچہ کی پیدائش کے تعلق سے چھ مراتب بیان ہوئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف لطیف "آئینہ کمالات اسلام" میں ان پر روشنی ڈالی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ انسان عالم صغیر ہے اور کائنات عالم کبیر ہے اور دونوں میں یہ مماثلت ہے کہ دونوں کی پیدائش میں چھ مراتب ہیں چنانچہ قرآن مجید میں کئی جگہ یہ آتا ہے کہ اللہ تعالٰے نے کائنات کو چھ یوم میں یعنی چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے یوم سے مراد وقت ہے نہ کہ چوبیس گھنٹہ کا دن۔ قرآن مجید میں دو جگہ ہزار دن کے یوم کا (۳۲:۶ و ۲۲:۴۸) اور ایک جگہ پچاس ہزار دن کے یوم (۷۰:۵) کا ذکر آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم بہت لمبا وقت ہو سکتا ہے Dr. Maurice Bucaille اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:-

"ظاہر ہے کہ موجودہ سائنس کے ذریعہ انسان نے کائنات کی پیدائش کے پیچیدہ مراتب کو تقسیم چھ مراتب میں نہیں کر سکا لیکن موجودہ سائنس نے یہ واضح طور پر بتا دیا ہے کہ لمبے اوقات کا دخل ہے جن کی ہر ایک ۲۴ گھنٹے والے دن سے کوئی مناسبت نہیں (Page. 136)

*۔ نیز پیدائش انسان کے تعلق سے قرآن مجید فرماتا ہے:-

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(النحل: ۷۹)

یعنی اللہ تعالٰے نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں پیدا کیا ہے کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور اس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے ہیں تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں کانوں کے بعد آنکھوں اور آنکھوں کے بعد دلوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی ترتیب سے یہ اعضاء علم کے بڑھانے کا موجب ہوتے ہیں سب سے پہلے بچے کے کان کام کرتے ہیں ان کے بعد آنکھیں اور سب کے بعد دل یعنی قوت فکریہ کام کرتی ہے آج سائنس نے ثابت کیا ہے کہ سب سے پہلے بچے کے کان کام کرنے لگتے ہیں اور اس کے بعد آنکھیں کام شروع کرتی ہیں اور سب سے آخر میں قوت فکریہ کام کرنا شروع کرتی ہے چنانچہ جانوروں میں بچوں کی آنکھیں بعض دفعہ کئی کئی دنوں کے بعد کھلتی ہیں اس عرصہ میں صرف کان کام کر رہے ہوتے ہیں انسانوں کے بچوں کی آنکھیں بظاہر کھلی ہوتی ہیں لیکن ان کا فعل کانوں کے فعل کے بعد شروع ہوتا ہے اور قوت فکریہ تو ایک عرصے کے بعد کام شروع کرتی ہے۔ یہ ترتیب بھی قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ایک ثبوت ہے کیونکہ اس میں وہ مضمون بیان کئے گئے ہیں جو اس زمانہ میں مخفی تھے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ النحل صفحہ ۲۵۹)

دودھ

دودھ کے پیدا ہونے کا قرآن مجید میں ذکر ہے قرآن مجید فرماتا ہے

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ

(النحل: ۶۷)

یعنی: اور تمہارے لئے چوپایوں میں بھی یقیناً عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ موجود ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو) جو کچھ ان کے پیٹوں میں (گوبر اور خون سے بھرا) ہوتا ہے۔ اس میں سے ہی گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمہیں پینے کے لئے پاک اور صاف دودھ مہیا کرتے ہیں۔ جو اس کے پینے والوں کے لئے خوشگوار (بھی) ہوتا ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:-

"یہ آیت اس امر پر بھی شاہد ہے کہ قرآن کریم کا نازل کرنے والا دنیا کا خالق بھی ہے کیونکہ اس میں دودھ کے پیدا ہونے کا وہ طریق بتایا گیا ہے جو اس وقت دنیا کو معلوم نہ تھا اور بعد میں دریافت ہوا ہے اور وہ یہ کہ غذا معدہ میں سے انتڑیوں میں آتی ہے اور وہاں سے فرث تیار ہوتا ہے اس فرث سے ایک مادہ خون بن جاتا ہے اور اس خون سے دودھ بنتا ہے یہی وہ حقیقت ہے جو نزول قرآن کے بعد کی تحقیق سے ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ بعد کے مفسرین نے ابتدائی مفسرین کی غلطی کو پیش کر کے ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت فرث سے خون اور خون سے لبن بنتا ہے مگر جو تشریح انہوں نے بیان کی ہے وہ پوری طرح سائنس کے مطابق نہیں لیکن قرآن کریم نے اور اب سائنس کی موجودہ تحقیق کے بالکل مطابق ہی اور وہ یہ ہے کہ غذا معدہ سے انتڑیوں میں جاتی ہے وہاں سے اس کا منہضم لطیف حصہ بعض عروق کے ذریعہ سے ایک حصہ سیدھا دل تک جاتا ہے اور دوسرا جگر میں گر کر فوراً خون بن جاتا ہے۔ پھر یہ خون جب تھنوں کے قریب جاتا ہے تو وہاں اللہ تعالٰے نے ایسے سامان پیدا کر دئے ہیں کہ وہ خون وہاں جا کر دودھ بن جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ النحل صفحہ ۱۹۲)

اجرام فلکی میں آثار حیات

اب میں ایک ایسی بات پیش کرتا ہوں جو قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے بتائی ہے اور سائنس نے اس کی ابھی تک تصدیق نہیں کی۔ توقع امید ہے کہ مستقبل میں سائنس اس کی تصدیق کرے گی وہ بات یہ ہے کہ اجرام فلکی میں آثار حیات ہیں۔ آج فلکیات کے محققین کی اس مسئلہ پر خاص توجہ ہے کہ اپنی زمین کے علاوہ کائنات میں کہاں کہاں زندگی پائی جاتی ہے اس کی تلاش کریں چنانچہ بین الاقوامی INTERNATIONAL ASTRONOMICAL UNION نے یونان میں ۱۹۸۲ء GENERAL ASSEMBLY میں اپنی کی میٹنگ میں یہ طے کیا تھا کہ ایک کمیشن (COMMISSION) قائم کیا جائے جس کا مقصد ہو SEARCH FOR EXTRATERRESTRIAL LIFE یعنی زمین کے باہر زندگی کی تلاش۔ چنانچہ یہ کمیشن ۱۹۸۲ء سے کام کر رہا ہے اس کمیشن کا مقصد یہ ہے کہ یہ تحقیق کریں کہ کن تاروں کے گرد سیارے گھوم رہے ہیں۔ ایسی ریڈیو شعاعوں کی تلاش کریں جو عقلمند مخلوق فضا میں بھیج سکتی ہے۔ ستاروں کے درمیان کی فضا میں ایسے MOLECULES تلاش کریں جن کا تعلق زندگی سے پیدا ہونے سے ہے۔ نیز اس ضمن میں بین الاقوامی کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ نہ صرف ہم یہ معلوم کر لیں گے کہ کہاں کہاں عقلمند مخلوق ہے بلکہ ان کے ساتھ COMMUNICATION کے ذریعہ رابطہ بھی پیدا کر لیں گے۔ امریکہ میں -

NATIONAL AERONAUTICS AND SPACE ADMINISTRATION (NASA) بڑی بڑی دوربینوں کے ذریعہ آسمانوں میں زندگی کے آثار کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔
(THE HINDU MAY 13, 1993)

گو سائنس نے ہمیں اب تک نہیں بتایا لیکن قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ آسمانوں میں آبادی ہے۔ مثلاً سورۃ رحمٰن میں فرمایا

یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۞

(الرحمٰن آیت ۳۰)

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ اس (اللہ) سے اپنی ضرورتیں طلب کرتا ہے وہ ہر وقت ایک نئی شان میں ہوتا ہے۔

"مَنْ" کا لفظ جو یہاں استعمال ہوا ہے وہ عقلمند مخلوق کے لئے عرف میں استعمال ہوتا ہے لہٰذا اس آیت میں آسمان کی عقلمند مخلوق کا ذکر ہے۔ نیز سورۃ الحشر کی آخری آیت ہے:

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞

(الحشر: ۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں تحریر فرماتے ہیں:

"هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا ہے اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا ہے رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے تمام نیک نام جہاں تک بھی خیال میں آسکیں سب اسی کے نام ہیں۔ پھر فرمایا يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ آسمان میں بھی لوگوں کی آبادی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات الخالق البارئ المصوّر صرف زمین تک محدود نہیں ہیں وہ تو ربّ العالمین ہے۔

ایک اور جگہ قرآن مجید فرماتا ہے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۞

(الشوریٰ: ۳۰)

یعنی اور اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور ان دونوں میں اس نے جو جاندار پھیلا رکھے ہیں اور وہ ان کو جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "اعجاز الشرف ما بیّنت القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ وہ قطعی آیت ہے جس میں آسمان اور زمین دونوں میں آبادی کا ذکر ہے جس سے کہ حشر بھی ثابت ہو سکتا ہے اور یہی ثابت کیا ہے کہ ایسے زمانے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو سکتے ہیں کہ زمین و آسمان کی مخلوق کی ملاقات اور اجتماع ہو جائے۔"

(صفحہ ۱۵۱ مصنفہ ۱۹۴۹ء)

اختتام

قرآن مجید کے اندر ایسے حقائق کا پایا جانا جو موجودہ زمانہ کی سائنس تصدیق کرتی ہے اس کے منجانب اللہ ہونے کی بھاری دلیل ہے۔ چنانچہ Dr. Maurice Bucaille اپنی کتاب "THE BIBLE, THE QURAN AND SCIENCE" میں لکھتے ہیں:-

"The idea of the study are developed from a purely scientific point of view. They lead to the conclusion that it is inconceivable for a human being living in the seventh century A.D. to have made statements in the Quran on a great variety of subjects that do not belong to his period and for them to be in keeping with what was to be known only centuries later. For me there can be no human explanation to the Quran."

(Page 125)

ترجمہ: اس مطالعہ میں جو خیالات پیش کئے گئے ہیں وہ خالص سائنسی نقطہ نگاہ سے حاصل ہوئے ہیں ان سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ایک شخص جو ساتویں صدی عیسوی میں رہتا تھا اس نے کئی مختلف امور پر ایسے بیانات قرآن کے اندر دئے ہیں جو اس کے زمانہ میں معلوم نہیں تھے اور جن کی سچائی صدیوں کے بعد ظاہر ہونے والی تھی۔ میرے نزدیک قرآن کو انسانی عقل کا نتیجہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے قرآن مجید جیسی بے نظیر اور عظیم الشان کتاب ہمیں عطا فرمائی ہے۔

شکر خدائے عزّ و جلّ خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ہوں جن کے ذریعہ ہمیں یہ گرانقدر نعمت ملی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ہوں جنہوں نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ:

"تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔" (کشتی نوح)

نیز آپ نے ہمیں یہ سکھایا کہ:

"قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۳)

خدا کرے کہ ہم دین اسلام کی شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ پہچانیں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک درد مندانہ دعا کے ساتھ اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:

"اے قادر خدا۔ اے پیارے رہنما تو نے جس طرح اس زمانہ کو صنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرایا ہے۔ ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق و معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہو گیا۔ اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا اور آسمانی پرچھٹ کا ایک نشان ظاہر کر۔ اے رحیم! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی! تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔ مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں۔ کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔ توکّلنا علیک ولا حول ولا قوّۃ الّا بک وانت العلیّ العظیم۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳ حاشیہ)

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین ۞

تبلیغی و تربیتی مساعی

جگوان گولہ (بنگال) میں اجتماعات و کانفرنس

★ علمی و ورزشی مقابلہ جات ★ علمی و روحانی تقاریر
★ ۳۷ افراد کا قبول احمدیت

کلکتہ سے ۱۱۶ کلو میٹر دور ضلع مرشد آباد کے جگوان گولہ مقام پر جہاں ایک چھوٹی مگر مخلص جماعت ہے اور جس کے ارد گرد متعدد جماعتیں ہیں خدام انصار اور اطفال کے سالانہ اجتماعات اور کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس کی تیاری کے لئے محترم امیر صاحب بنگال اور خاکسار نے دورہ کیا نیز مختلف ذرائع سے تشہیر کی گئی۔

انصار اور خدام کا اجتماع ۱۲ اور ۱۳ر جون کو منعقد ہوا جس میں ۲۸ مجالس کے نمائندگان نے شرکت کی۔ کلکتہ سے محترم امیر صاحب مع قافلہ جب جگوان گولہ سٹیشن پر اترے تو انصار، خدام اور اطفال نے جو ہاتھوں میں پرچم احمدیت لئے ہوئے تھے شاندار استقبال کیا اور سارے شہر سے جلوس کی شکل میں نعرے لگاتے ہوئے مقام اجتماع پر پہنچے ان علاقوں میں پہلی مرتبہ یہ جماعت احمدیہ کا جلوس تھا جس سے لوگوں میں احمدیت کے لئے جستجو پیدا ہوئی الحمدللہ۔

۱۲ر جون کو نماز تہجد سے اجتماع کا آغاز ہوا اور تلاوت، نظم اور تقاریر کے مقابلہ جات کے علاوہ ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں دو سو سے زائد خدام انصار اور اطفال نے شمولیت کی۔ اجتماع کے موقع پر انصار اور خدام کے مابین کبڈی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

کانفرنس: ۱۴ر جون کو ہائی سکول کے میدان میں کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کی صدارت محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت نے فرمائی۔ مکرم رمضان علی صاحب صدر جماعت احمدیہ ہوگلہ کی تلاوت اور مکرم انتخاب علی صاحب ملکیہ کلکتہ کی نظم خوانی کے بعد مکرم رمضان علی صاحب صدر جماعت ہوگلہ نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ" مولوی محمد نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کلکتہ پور نے بعنوان "اسلام میں رواداری کی تعلیم" خاکسار حمید الدین شمس نے "امن عالم" کے زیر عنوان تقاریر کیں اور بتایا کہ اسلام امن عالم کا ضامن ہے آج اگر اسلامی تعلیمات پر عمل شروع ہو جائے تو نفرتوں کے بادل چھٹ سکتے ہیں۔ نیز بتایا کہ ہندوستان میں جو ایودھیا کے نام پر مندر مسجد جھگڑے شروع کئے ہوئے ہیں ایودھیا کے لفظی معنی ہی اس جگہ کے ہیں جہاں جنگ نہ کی جاتی ہو اور آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا والوں کو "پیغام صلح" میں جو امن کا پیغام دیا ہے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں امن شانتی قائم ہوگی۔ آخر میں صدر جلسہ نے خطاب فرمایا۔ محترم امیر صاحب نے مقابلہ جات میں حصہ لینے والوں کو انعامات تقسیم کئے اجتماعی دعا کے بعد کانفرنس کا اختتام ہوا۔

بیعتیں: اس موقع پر اور ماہ جون کے اوائل میں بنگال میں ۳۷ افراد نے بیعت کی ان میں محمد پور کے رئیس اعظم (نواب) کو مع فیملی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

ان اجتماعات کے جملہ انتظامات میں مکرم فیروز الدین صاحب انور زعیم انصار اللہ کلکتہ مکرم عبد الرؤف صاحب قائد صوبائی مکرم فضل الحق صاحب مع اہل و عیال و مکرم مولوی مرزا عبد القیوم صاحب نے بھر پور تعاون فرمایا جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(خاکسار: حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال مقیم)

غازی پور (بہار) میں تبلیغی جلسہ

۲۶ر مئی کو خاکسار نے اپنی ۱۵ ممبرات کے ہمراہ قریب کے محلہ اسلام پور میں جا کر تبلیغی جلسہ منعقد کیا محلہ کے ایک مخلص آدمی نے جلسے کا بہترین انتظام کر دیا تھا وہاں پہنچنے پر محلہ والوں نے ہمارا شوق و جذبہ سے استقبال کیا جلسہ میں ۵۰ غیر از

جماعت بہنیں شامل ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد نامہ دہرایا گیا۔ جلسہ میں مختلف تبلیغی و تربیتی موضوعات پر تقریریں ہوئیں۔ اور ان لوگوں نے ہمارا قرآن مجید، نیت نماز، طریق نماز اپنے ساتھ ملا کر دیکھا تو کہا ہماری بڑی غلط فہمی دور ہوگئی۔ انہوں نے پھر جلسہ کرنے کی دعوت دی۔ جلسہ کے بعد مالک مکان نے تمام حاضرین جلسہ کی تواضع کی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

(خاکسار: ذکیہ تسنیم صدر لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی بہار)

سوروب کرناٹک میں تربیتی جلسہ

۱۴ر جون کو جماعت احمدیہ سوروب نے بعد نماز عشا تربیتی جلسہ خاکسار مقصود احمد کی زیر صدارت منعقد کیا۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم ایم رشید احمد صاحب قائد مجلس نے اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ جلسہ کی کارروائی لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تمام شہر میں سنائی گئی۔

خاکسار، مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ شیموگہ

کانپور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۷ر جون کو کانپور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جلسہ منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں تلاوت و نعت خوانی کے علاوہ مکرم محمد رئیس الدین صاحب مکرم عبد الستار صدیقی صاحب، مکرم قمر عالم سرلیجہ صاحبہ اور خاکسار نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف حسین پہلوؤں پر روشنی ڈالی مکرم ظفر عالم خان صاحب امیر جماعت کے صدارتی خطاب کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا الحمدللہ۔

خاکسار سید شہاب الدین زعیم انصار اللہ کانپور (یوپی)

یادگیر میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لجنہ اماء اللہ یادگیر نے اس سال کا چوتھا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم محلہ کھاری باؤلی میں بمکان مکرم عبد السلام صاحب گڈے ۲۵ر اپریل کو منعقد کیا۔ جس کی صدارت محترمہ صبیحہ نشاء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے کی مکرمہ مالن بی صاحبہ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد صدر جلسہ نے اخلاق کے موضوع پر ایک حدیث مع ترجمہ و تشریح پیش کی جبکہ مکرمہ ارجمند مقتدر صاحبہ نے خوش الحانی سے نعت پڑھی۔ عزیزہ صبیحہ بیگم ڈنڈوتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر تقریر کی اور صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں نصائح کرتے ہوئے آنحضور صلعم کے اسوہ حسنہ میں چلنے کی تلقین کی۔ اور تمام حاضرات کا شکریہ ادا کیا جلسہ میں چار غیر احمدی بہنوں نے بھی شرکت کی اس موقع پر شیرینی وغیرہ سے سب کی تواضع کی گئی۔

(خاکسار: نصرت خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ یادگیر)

★ مکرم شمس الحق خان صاحب معلم وقف جدید نے جماعت احمدیہ گرڈا بیلی (اڈیسہ) میں دھوم دھام سے یوم خلافت منائے جانے کی اطلاع دی ہے۔ (ادارہ)

کالیکٹ مشن و مبلغ انچارج کا رہائشی فون نمبر و پتہ

کالیکٹ مشن :-

AHMADIYYA MUSLIM MISSION
G.H. ROAD CALICUT- 673001 (KERALA)
PH. NO - 0495/75109

رہائش :-

MR. MOHAMMAD UMAR H.A
DARUSHAKOOR MADATHIL
CALICUT-673017 (KERALA)
PH. NO - 0495/355679

خلاصہ خطبہ جمعہ ۔ بقیہ صفحہ (۱)

جماعت کا ایک سلسلہ شروع ہے جن کا تعلق توحید سے ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس وقت ٹی وی انٹینا کے ذریعہ جو نشریات ہو رہی ہیں خدا کے فضل سے ہو رہی ہیں یہ دراصل اسی مضمون کا حصہ ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اس طرح فرمایا کہ ساری دنیا کو جو امت واحدہ یا ملت واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ فرمایا ہے اس کا وقت قریب آ رہا ہے اور مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے مدت ۲۵ سے ۳۰ سال تک مقرر فرمائی تھی اس مدت میں اب تھوڑا عرصہ باقی ہے اور ہم بڑے نمایاں طور پر اس آغاز کو روشن ہوتا دیکھ رہے ہیں اور ڈش انٹینا کے ذریعہ جو عالمی امت واحدہ کی تعمیر کا کام چل رہا ہے یہ توحید ہی کا حصہ ہے اس کا توحید سے گہرا تعلق ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہم نے توحید سے اپنے قدم ہٹا لئے یا اپنی توحید میں رخنے پیدا ہونے دیئے تو ہماری کوششیں بے کار ہیں اس لئے جہاں خدا کی حمد کرتے ہیں وہاں ان ارادوں اور عزائم کو مضبوط تر کریں اور دہراتے رہیں اور اپنے آپ کو بھی یاد کرائیں اور اپنی نسلوں کو بھی یاد کرائیں کہ سب کچھ توحید ہی کی خاطر ہے اور امت واحدہ بنانا بھی توحید ہی کی ایک شاخ ہے۔ اور ہمیں خدا سے وابستگی کی قسم ہے کہ ہم توحید کے ساتھ اس طرح چمٹے رہیں گے کہ ہماری گردنیں بھی کاٹ دی جائیں وہ ہاتھوں سے جدا کر دیئے جائیں جو توحید کو پکڑے ہوئے ہیں مگر ہماری رگ رگ کا تعلق توحید سے پھر بھی کاٹا نہیں جائے گا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ توحید کے اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے میں شرک سے متعلق کچھ وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اس وقت میں بتانا چاہتا ہوں کہ کونسی محبت ہے جو شرک کہلائے گی اور کونسی محبت ہے جو شرک نہیں بلکہ توحید کے دامن میں اس کی رحمت کا ایک نشان ہے۔ حضور نے فرمایا یہ مضمون کھل کر آپ کے سامنے آنا چاہئے کیونکہ اس کا جماعت کی بقا اور وحدت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ حضور نے فرمایا گزشتہ دنوں مجھے ایک خط موصول ہوا جس میں یہ سوال کیا گیا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک کو بخشتا نہیں اور ساری دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں جن کا شرک سے تعلق ہے کیا ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ سارے کے سارے جہنمی ہیں۔ اس کا جواب خلاصۃً آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ سوال مختلف شکلوں میں اٹھ سکتا ہے اور جماعت کے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے۔ بات یہ ہے کہ کسی کے جہنمی ہونے کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔ جہاں تک شرک کا تعلق ہے یاد رکھیں بہت سے توحید پرست مذاہب ہیں جن میں شرک داخل ہو چکا ہے اور بہت سے مشرک مذاہب ہیں جن میں موحد ملتے ہیں اس لئے عمومی فتویٰ لگا کر کسی مذہب کے پیروکاروں کو کلیتۃً جہنمی یا جنتی قرار دینا انسان کا کام نہیں ہے۔ دوسرے شرک اور توحید دونوں کے اندر تہہ بہ تہہ مقامات اور منازل ہیں اور وہ دونوں کے اندر طبقہ بہ طبقہ بٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک موحد کو گہرائی میں تو کسی سطح پر جا کر شرک کا پہلو بھی دکھائی دے گا تو یہ ایک بہت ہی باریک مضمون ہے جس کا تعلق عالم الغیب والشہادۃ سے ہے پس صرف اللہ جانتا ہے کہ کون موحد ہے اور کون مشرک ہے۔

اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت ہرگز توحید کے منافی نہیں بلکہ توحید کی مؤید ہے۔ حضور نے فرمایا توحید اور اس کے نیچے اللہ کے بندوں کی محبت کا ایک صحیح رشتہ ہے اگر کسی سے محبت بڑھے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کی عظمت دل میں ترقی کرے تو یہ شرک نہیں ہے۔ اگر کسی کا پیار دل میں بڑھے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا تصور مدھم ہو تو یہ خالص شرک ہے اس کا توحید سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کی یہ نشانی ہے کہ جتنا آپ سے محبت بڑھتی ہے اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عارفانہ کلام کو آپ پڑھ کر دیکھیں کہ جتنا عشق آپ کے دل میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا موجزن تھا اتنا ساری امت پر آپ نگاہ ڈال کر دیکھیں اس طرح کا عشق جلوہ گر دکھائی نہیں دیتا لیکن آپ کا عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم توحید کا غلام رہا ہے ایک جگہ بھی اشارۃً یا کنایۃً عشق محمد نے شرک کا رنگ اختیار نہیں کیا۔

خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور پرنور نے فرمایا بعض شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا مرتبہ دیا اور پھر بعد میں خدا سے بھی اونچا مرتبہ دے دیا جس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے ان کے درجہ کو بڑھایا جائے۔ پس یہ شرک فی الخلافۃ بھی توحید میں رخنے ڈالتی ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں بڑے بڑے خوفناک نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس دور میں بھی ہم نے شرک فی الخلافۃ کی کئی صورتیں دیکھی ہیں اور ان کی پہچان بھی مشکل نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خصوصیت سے میں نے محسوس کیا کہ بہت سے صحابہ اور بہت سے بزرگ ایسے تھے جن کو خود حضرت مصلح موعود دعاؤں کے لئے لکھا کرتے تھے اور خلق کا رجحان ان کی طرف تھا اور لوگ ان کو دعا کے لئے کہتے اور تحائف پیش کرتے مگر کبھی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ادنیٰ سی بھی رقابت محسوس نہیں کی بلکہ خود بھی ان کو دعاؤں کے لئے لکھتے تھے وجہ یہ ہے کہ ان سب کے متعلق خلیفۃ المسیح کو پورا اعتماد تھا جس کے نتیجہ میں کسی رقابت کا سوال ہی نہیں تھا۔ اس کے برعکس مجھے علم ہے کہ سندھ کی ایک چھوٹی سی جماعت میں ایک شخص نے اپنی بزرگی کے قصے شروع کئے۔ خدا سے الہام پانے اور کشوف پانے کے واقعات بیان کرنے شروع کئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس پر اتنی غیرت محسوس کی ایک بڑا جلالی خطبہ دیا اور فرمایا کہ یہ ایک فتنہ ہے۔ یہ ایک بت ہے جو کھڑا کیا گیا ہے۔ پس کہاں یہ کہ صحابہ کے دروازوں پر لوگ حاضر ہو رہے ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ کا دل خوش ہوتا ہے اور کہاں یہ کہ سندھ کے ایک گاؤں میں بیٹھا ہوا شخص اپنی بزرگی کے چرچے چلاتا ہے تو آپ کے اندر شدید ردعمل ظاہر ہوا۔ اس لئے کہ آپ نے اس شخص میں افتراق کی بو محسوس کی اور توحید میں رخنہ دیکھا تو آپ نے کھل کر مخالفت کی۔ ایسے لوگ خلیفہ کو چھوڑ کر آہستہ آہستہ ایک اور "خلیفہ" کے گرد اکٹھے ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ یہ شرک فی الخلافۃ ہے اور اس کے خلاف لازماً جماعت کو کھڑا ہونا ہوگا۔ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی بزرگ ہے کیا فرق پڑتا ہے وہ جھوٹے ہیں کیونکہ خلیفۂ وقت جب بھی شرک فی الخلافۃ کی نشاندہی کرتا ہے۔ بعد کے واقعات بتاتے ہیں کہ خلیفۂ وقت سچا تھا۔ پس جہاں مجھے شرک فی الخلافۃ کا شائبہ بھی دکھائی دے گا لازماً میں اس کا قلع قمع کرنے کی کوشش کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا دنیا کو بہر حال ہم نے توحید سے بھرنا ہے اور ہر سطح پر توحید کی حفاظت کرنی ہے۔ یاد رکھیں آج توحید کی حفاظت خلافت سے وابستہ ہے اور آپ کی وحدت بھی خلافت سے وابستہ ہے۔ پس خلافت سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جائیں اسی میں ہی سب بقائیں ہیں۔ خلافت احمدیہ وہ سر سبز اور سایہ دار شاخ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے توحید کے پھل لگانے کے لئے دنیا میں قائم کیا ہے۔ اس پر اگر آپ بد ظنی سے کام لیں گے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے کیونکہ وہ خدا اس کی پشت پناہی پر کھڑا ہے اور کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ خلافت کو دنیا سے دوبارہ مٹنے دے یہاں تک کہ وہ ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر لے کہ دنیا میں ایک ہی دین ہو اور وہ دین اسلام ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دائمی نبی کے طور پر دنیا کو قبول ہو جائیں۔

اسے ضرور پڑھیے!

★ ملک کے وسیع خطہ میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے ہمارا قومی فرض بن جاتا ہے کہ ہم اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کی دل کھول کر مدد کریں۔

★ سیلاب کے بعد صحت عامہ کی تدابیر اختیار کریں ● پانی ابال کر پئیں ● کلورین کی گولی ڈاکٹر کے مشورہ سے پانی میں ڈالیں۔ ● اپنے گھر اور ارد گرد صفائی کا خاص خیال رکھیں

شکریہ ـــ خط کیلئے

●ـــ محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ تحریر فرماتے ہیں :-

"کئی دن سے مبارک باد کا خط لکھنا چاہتا تھا آپ کے اداریے پر وقعت اور مدلل ہوتے ہیں۔ جب بھی پڑھتا ہوں دل سے دُعا نکلتی ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

رپورٹیں شائع نہ کرنے پر آپ سے شکایت ہے۔ دیر سے شائع ہونے پر ان کی وقعت کم ہو جاتی ہے۔ سارے ہندوستان میں ہمارے لئے ایک ہی تو مرکزی اخبار بدر ہے اسی کو رپورٹیں بھیج سکتے ہیں۔

بہرحال تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ دوستوں کی طرف سے میرے گھر اور مشن کا فون نمبر معلوم کرنے کے لئے خطوط آرہے ہیں اگر یہ فون نمبرز شائع کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔"

★ـــ محترم مولانا صاحب! آپ کی حوصلہ افزائی اور دلی دُعاؤں کے لئے ہم بہت مشکور ہیں۔ رپورٹیں دیر سے شائع ہونے کا شکوہ بجا ہے۔ احباب بڑی لمبی لمبی اور بعض دفعہ تاخیر سے رپورٹیں بھیج دیتے ہیں کوشش کی جاتی ہے کہ جلد از جلد مختصر کر کے شائع کریں۔ بہرحال آپ نے اس طرف توجہ دلائی ہے شکریہ۔ ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ ہم ہر دو فون نمبرز استفادۂ احباب کے لئے اِسی شمارے میں شائع کر رہے ہیں۔

●ـــ برادرم سید رشید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جمشید پور رقمطراز ہیں:-

"بدر میں تازہ ترین خطبات کے خلاصے آجاتے ہیں اور اداریے بھی پڑھتا ہوں۔ ماشاء اللہ بہت خوب۔ بدر ۱۷ر جون ۹۳ء صفحہ ۱ میں حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب آف سویڈن کا مضمون پڑھا جو بہت ہی مفید معلوماتی اور شاندار ہے۔ مضمون ہذا کے کالم ۲ سطر نمبر ۲۰-۱۹ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس احادیث کے واسطوں میں راویوں کے تسلسل میں ایک واقعاتی سہو ہو گیا ہے جو قابلِ گرفت ہے۔ یعنی حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے بعد حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا نام چھوٹ گیا ہے جو شیخ عبدالغنی مجددی مدنی سے پہلے آنا چاہیئے ورنہ حدیث منقطع یا غیر متصل ہو جائے گی۔ براہِ مہربانی اس کی تصحیح قریبی اشاعت میں کر دیں۔ نیز مضمون نگار کو بھی اس سے مطلع فرمائیں اور خاکسار کا سلام بھی عرض کر دیں۔"

★ـــ رشید بھائی! خطبات اور خلاصہ خطبات ہی تو بدر کی جان ہیں۔ ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔ آپ نے ہمیں ایک غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے جس کے لئے ہم آپ کے بہت بہت شکر گزار ہیں۔ آپ کے خط کے ذریعہ ہی اس کی تصحیح کر دی گئی ہے قارئین سے بھی گزارش ہے کہ اس کے مطابق درست کریں۔ واقعی آپ بہت گہرائی سے بدر کا مطالعہ کرتے ہیں جو ہمارے لئے بہت خوشی کا باعث ہے۔ خدا کرے آئندہ بھی اسی طرح آپ کا تعاون ملتا رہے۔ اُمید ہے مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب تک اِس کالم کے ذریعہ آپ کا سلام اور مضمون کی مبارکباد بھی پہنچ جائے گی۔

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ ـــ بقیہ صفحہ اوّل

مگر جاہل ماں باپ کی طرح نہیں جو غلطیوں سے بھی صرفِ نظر کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے منتظمین کو میری نصیحت ہے کہ محبت کے جوش اور اصلاح کے ہاتھ میں توازن پیدا کریں ـــ حضور نے جلسہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ انتظامی کمزوریوں پر محبت کی نظر ڈالیں۔ بخشش کی نظر ڈالیں۔ اگرچہ اصلاح کی نظر بھی ساتھ ساتھ رہے۔ اگر اصلاح کی نظر بخشش کی نظر کے سائے میں آگے بڑھتی ہے تو اس سے تلخی نہیں آتی۔ تو وہ نظر کسی کو چبھتی نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اصلاح تو نہیں بلکہ دلآزاریاں ضرور ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسی تنقیدوں میں مخفی تکبر کی بُو آتی ہے۔ پس آپ کو باہر بیٹھ کر صرف تنقید کرنے کا تو کوئی حق نہیں۔ چاہیئے کہ جلسے کے موقع پر جو کمزوریاں دیکھتے ہیں مقامی انتظامیہ کے تعاون اور اُن کی مرضی سے اُسے دُور کرنے کی کوشش کیا کریں۔ منتظمین کی خدمت میں حاضر ہوں اُن سے کہیں ہو سکتا ہے کارکنوں کی کمی کی وجہ سے یہ کمزوری ہوئی ہو ہم حاضر ہیں آپ ہم سے کام لیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت کے انداز سیکھیں۔ اور اس طرح نصیحت کرنے کی کوشش کریں۔ ایک بھی واقعہ ایسا نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہو اور تیز زبان سے نصیحت کی ہو۔ ایک ادنیٰ سا بھی واقعہ آپ کو نہیں ملے گا ـــ حضور نے فرمایا یاد رکھنا چاہیئے کہ دور دور سے ایسے لوگ اس جلسہ میں تشریف لا رہے ہیں کہ جنہوں نے یہ سوچ رکھا ہے کہ اگر یہ اپنا بنانے کے لائق ہوئے تو ہم ان کے ہو جائیں گے۔ پس اپنے نمونے کو بہتر کریں آپ کے کسی بد نمونہ سے کسی کو ٹھوکر نہیں لگنی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا خصوصیت سے ان تین دنوں میں آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے سانچے میں ڈھلنے کی کوشش کریں۔ حضور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ حسن و احسان کی ایک ایسی تصویر بن جائیں جس سے احسان اُمڈ اُمڈ کر گرتا ہو۔ جیسے ماں کی آنکھوں سے محبت اُمڈ اُمڈ کر اپنے بچوں پر ظاہر ہوتی ہے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں پر نچھاور ہو جائیں ـــ حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا کہ ان ایام میں دعاؤں اور عبادتوں پر خصوصی زور دیں کیونکہ عبادات اور دعاؤں کے نتیجے میں مومن میں وہ پاک

اداریہ ـــ بقیہ صفحہ (۲)

اور بھوک اور افلاس کے شروع ہونے کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ اور پھر اچانک جب بارش پڑتی ہے تو ایسی بارش کہ انسانوں کے پاس جو کچھ بھی بچا کھچا ہے نہ صرف یہ کہ ملیامیٹ ہو جاتا ہے بلکہ کئی جانیں بھی اس کی نظر ہو جاتی ہیں۔ اور اس دَور میں ایک ذی ہوش انسان جو دُنیا کی خبروں اور واقعات سے اپنے آپ کو آگاہ رکھتا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ خدا کا یہ غضب نہ صرف کثرت سے دُنیا پر نازل ہو رہا ہے بلکہ دن بدن اس کی کمیت و کیفیت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

بالآخر اس کی وجہ کیا ہے اور ان آفاتِ ارضی و سماوی سے بچنے کا طریق کیا ہے اس کے متعلق اِنشاء اللہ آئندہ شمارہ میں ہم کسی قدر روشنی ڈالیں گے۔

وباللہ التوفیق۔

(مُنیر احمد خادم)

منقولات بلاتبصرہ ...... بقیہ صفحہ (۲)

طویل بحث کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ:

"بالمیکی اور تلسی ان دونوں سنتوں نے اپنی اپنی رام کتھامیں شابری کے جُوٹھے بیر کا تذکرہ محض اس لئے نہیں کیا کہ وہ (شابری) نیچ ذات کی اَن پڑھ اور گنوار بُڑھیا تھی، جو پتہ نہیں کبھی نہاتی اور منہ بھی دھوتی ہو گی یا نہیں .... اس بڑھیا کو اپنی تپسیا کا کوئی پھل ملا بھی تھا یا نہیں؟ اُس نے رام سے کوئی وردان مانگا بھی یا چُپچی سادھ لی؟ لیکن یہ حقیقت ہے کہ رام نے اس اچھوت شابری کے جوٹھے بیر مزے مزے لے کر نہ صرف کھائے تھے بلکہ اس نیچ ذات کی عورت نے اپنے ہی وردانوں سے رام اور لچھمن کی جھولی بھر دی تھی......" (کادمبنی جون ۹۲ء)

بہرحال کنال کا کہنا ہے کہ "ہندو دھرم کے کالے پنّوں کو جلا دو" جیسی آدھی ادھوری کتابیں کوئی بھرم نہیں پھیلا سکیں گی۔ ہنومان مندر کا ماہوار میگزین 'دھرمانیر' ان کا حقیقت پسندانہ اور معقول جواب دے گا۔

(روزنامہ مشرق کلکتہ ۱۵ر فروری ۱۹۹۳ء)

(۳)

قادیانیوں کو اسلامی رسومات کی ادائیگی کی ممانعت کا آرڈیننس

پاکستانی سپریم کورٹ نے اپیلیں رد کر دیں

اسلام آباد ۵ر جولائی (یو۔ این۔ آئی) پاکستانی سپریم کورٹ نے اُن تمام اپیلوں کو آج رد کر دیا جن کے ذریعہ قادیانیوں کو اسلامی رسومات ادا کرنے سے منع کرنے والے آرڈیننس کو چیلنج کیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ کی بنچ نے مسٹر جسٹس شفیق الرحمٰن کی قیادت میں اکثریتی فیصلہ سناتے ہوئے آرڈیننس کی مخالفانہ درخواست کو چیلنج کی گئیں اپیلیں مسترد کر دیں۔ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے اس جواز پر چیلنج کیا تھا کہ اس سے دستورِ پاکستان کی دفعہ ۲۰ کی خلاف ورزی ہوتی ہے جس کے تحت ہر پاکستانی شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کی آزادی حاصل ہے۔ فیصلے کے مطابق ہندوستانی دستور میں بھی ایسے ہی شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہیں لیکن کسی بھی ہندوستانی عدالت کا ایک بھی ایسا فیصلہ نہیں جہاں پابندی کو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہونے کا اعلان کیا گیا ہو۔۔

(روزنامہ سالار بنگلور ۶ر جولائی ۱۹۹۳ء)

تبدیلی پیدا ہوتی ہے جو ساری دُنیا میں حُسن و احسان کی کیفیت اور فلوں کو فتح کرتی ہے [illegible]
[illegible] دعائیں جگانے کا انتظام بھی کریں جگانے میں بھی پیار محبت اور نرمی کا پہلو غالب رہنا چاہیئے [illegible]
فرمایا اس طرح اگر آپ جلسہ کے انتظام کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے [illegible]
[illegible] اور اپنے پیار سے تعاون کریں گے تو یہ جلسہ ان مقاصد کو [illegible]
[illegible] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام [illegible]
پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعلان بابت ادائیگی حصہ جائیداد

تمام موصیان کے لئے ادائیگی چندہ حصہ جائیداد کے قواعد و ضوابط تحریر ہیں :-

ضابطہ نمبر ۱ : مجلس کارپرداز کی منظوری سے ہر موصی کو اجازت ہوگی کہ اپنی زندگی میں اپنی کل جائیداد یا اس کے کسی حصہ کی حسب ضابطہ تشخیص کروا کے حصہ جائیداد ادا کر دے۔

ضابطہ نمبر ۲ : تشخیص کے لئے موصی مجلس کارپرداز کو تحریری درخواست دے گا جس میں اپنی کل موجود الوقت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا تفصیلاً مع اندازہ قیمتوں کے ذکر کرے گا۔

ضابطہ نمبر ۳ : اگر جائیداد کے کسی حصہ کی تشخیص کروانی مطلوب ہو تو اس کو معین کرنا ضروری ہوگا۔

ضابطہ نمبر ۴ : جائیداد کی قیمت کی تشخیص کے لئے مجلس کارپرداز ناظم تشخیص جائیداد اور مقامی جماعت کے مشورہ سے قیمت بازاری اور دیگر متعلقہ امور زیر غور لانے کے بعد فیصلہ کرے گی۔

ضابطہ نمبر ۵ : قیمت مشخصہ صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کے بعد نافذ العمل ہوگی۔

ضابطہ نمبر ۶ : بعد تشخیص حصہ جائیداد کی ادائیگی یکمشت یا بالاقساط دو سال کے عرصہ میں ہو سکے گی۔

ضابطہ نمبر ۶ الف : ہر موصی کا ایسا مکان جس میں اس کی رہائش ہو یا بعد وفات موصی اس کے پسماندگان نے اس میں رہائش رکھنی ہو اس کے بعد تشخیص ادائیگی کی میعاد پانچ سال ہوگی۔ اس شرط کے ساتھ کہ ہر سال کم از کم حصہ جائیداد کا ۱/۵ یا ۲۰ فیصدی حصہ ضرور ادا کرے گا۔ دیگر ہر قسم کی جائیداد پر حصہ جائیداد کی ادائیگی ضابطہ نمبر ۶ کے مطابق ہوگی۔

ضابطہ نمبر ۶ ب : موصی کے مکان مذکورہ ضابطہ نمبر ۶ الف کے حصہ وصیت کی ادائیگی کے دوران خدانخواستہ اگر موصی وفات پا جائے تو ورثاء کو یہ سہولت حاصل ہوگی کہ بقیہ ادائیگی بقیہ میعاد کے اندر کر سکیں لیکن ورثاء پابند ہوں گے کہ اس سہولت سے استفادہ کے لئے حسب قاعدہ نمبر ۸ کفالت پیش کریں جو مجلس کارپرداز کے نزدیک قابل قبول ہو۔

ضابطہ نمبر ۷ : حصہ جائیداد کی کچھ بھی ادائیگی مقررہ میعاد کے اندر نہ کر سکنے کی صورت میں تشخیص منسوخ متصور ہوگی۔

ضابطہ نمبر ۸ : مقررہ میعاد کے اندر حصہ جائیداد کی جزوی ادائیگی کی صورت میں اس نسبت سے موصی کی جائیداد کا اتنا حصہ ادا شدہ متصور ہوگا اور بقایا جائیداد کے لئے اسے نئی تشخیص کے لئے درخواست کرنی ہوگی۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع امسال انشاء اللہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ اکتوبر کو قادیان دارالامان میں منعقد ہوگا۔ اجتماع کا پروگرام تمام مجالس کو بذریعہ ڈاک بھجوا دیا گیا ہے۔ اگر کسی مجلس کو پروگرام نہ ملا ہو تو دفتر سے منگوا لے۔

جملہ قائدین مجالس سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اس بابرکت اجتماع میں شریک کرنے کی تحریک و کوشش کریں۔

صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

امتحان دینی نصاب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین مجالس کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ امسال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے امتحان دینی نصاب (مبتدی ۔ متقدم ۔ مقتصد ۔ سابق ۔ فائق ۔ فائز اور اسپیشل) ماہ اگست کے آخری اتوار (۲۹ اگست) کو منعقد ہوگا۔ قائدین کرام سے گزارش ہے کہ وہ ابھی سے خدام کی تیاری شروع کروا دیں تاکہ تمام خدام اس میں شریک ہو سکیں۔

اسی طرح جلد از جلد تحریر کریں کہ آپ کی مجلس میں کتنے خدام کس کلاس کا امتحان دینے کی تیاری کر رہے ہیں۔ تاکہ اسی کے مطابق آپ کو سوالیہ پرچہ جات ارسال کئے جا سکیں۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان۔
PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْم
(عملوں کا دارومدار انجام پر ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹ مینگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

NIR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ ۔ مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206